

جس کتاب پر مصنف کی پُر یا حق منظر کے قلمی دستخط نہ ہوں وہ مال مسترقہ تصور سمجھی جائیگی۔

قِسْمِ اَوَّلِیَّۃٌ اَلْحَقِیْقَةُ اَلْعَرَبِیَّةُ

الحمد للہ کہ در وقت سعید و زمان حمید در سالہ عجالیہ
از نایبغات قلم اعلیٰ حضرت النابی علیہ السلام قلم فرمایا و مکتوبہ

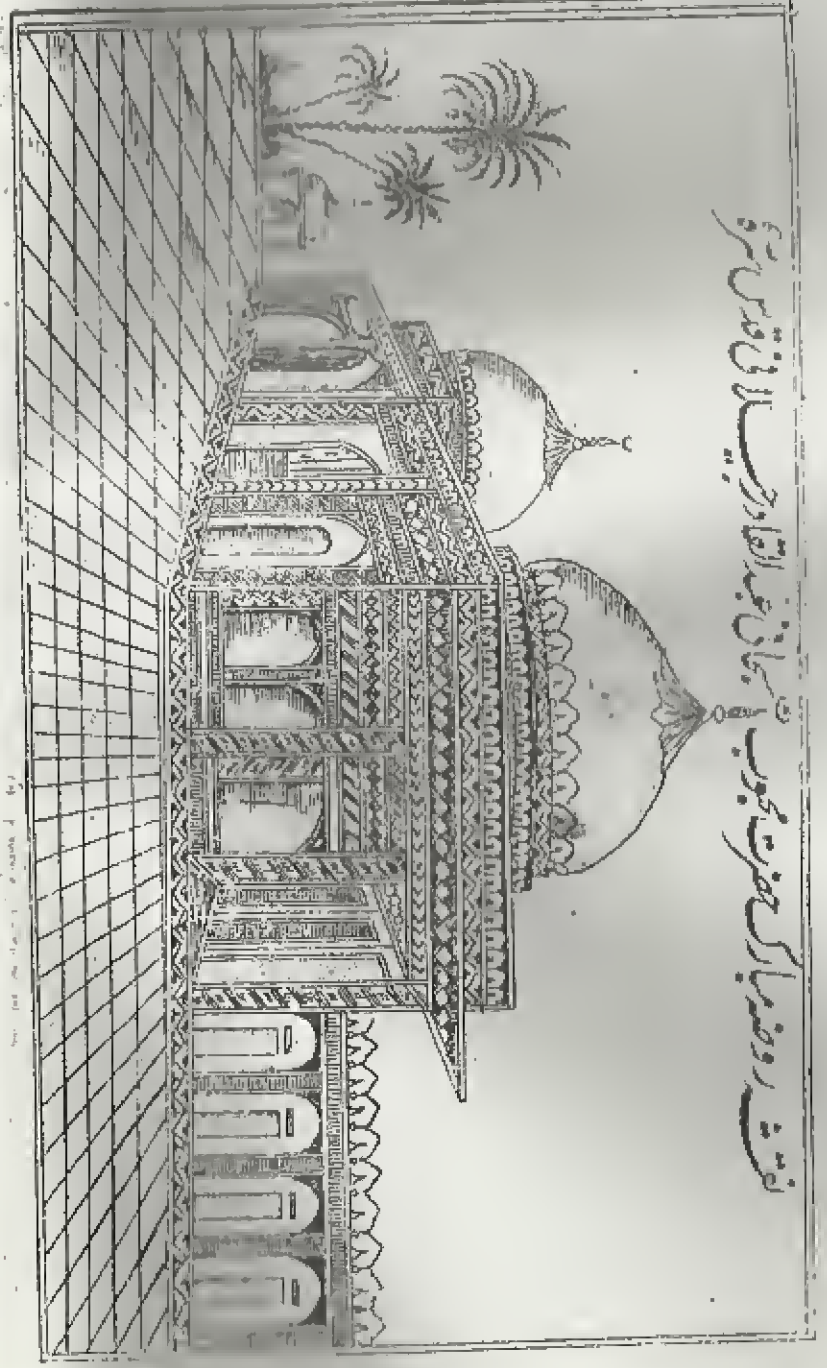
نور ربانی فی
مذبح المحبوب السجّاد

فرمایا شنبہ عالم حقائق ربانی و اعارف ذات سبحانی نور موعود القادر
الغیر موعود علیہ السلام فی حقیقی بحر حقیقی حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلوی

ذات کسب ہو نامہ اصغر کے
دیکھ کر پندار لایں تھا کہ کیا نظر چھپا

نور ربانی فی مذبح المحبوب السجّاد

نعت روضہ مبارک حضرت محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی قدس سرہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و سپاس اُس ذات پاک پروردگار پر شمار ہے جن نے اپنی کلام مجسمہ نظام
و اسطے ارشاد کئے ہر ایک گم کردہ راہ و رشتہ کو سناٹی۔ اور باریعہ انبیائے عظام و
اولیائے کرام تبیین حلال و حرام کر کے و شریعت و حقیقت کی اساس محکم فرما کر دنیا و
سیرت کی جمائی۔ اور نعت سرور کائنات سید الانبیاء خاتم الرسل ہادی البشر
محمد اے کل فی اکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر فری سعادت کا
شفا ہے۔ اور جہہ ساقی و خاک بوسی عتیات عالیات آل مطہر صاحب لواک
کی باعزت اعزاز و افتخار ہے اور فرمان برداری فرمان رویان عظیم دین حسین کی جو
خیر خواہ و ہوادار و جان شاد و باز و دربار و صطفوی کے ہیں عین شرافت ہر تاجدار
ہے۔ آتا ہے پھر عرصہ دراز سے اس اجغر العباد کے خاطر فاطر میں مرکوز تھا کہ
کلمات طلیات نعت النکین نور المشرقین و المخرجین مصطفی الامور و قلب الاعیان
صاحب البسم المکتوم و اقف الیذ المکتوم محبوب ربان طیب صمدانی سلم الیہ حکام النظر
فی کل قریب و دوائی قدوة و الشاکلین انام الص لقیین حجة العارفين صد القویین و المومنین
بلسانین البیہرین شمس المعانی بدر المعانی السلطان السید محی الدین عبدالقادر جیلانی
قدس سرہ کہ زبان اور قلم و قریب و دوائی قدوة و الشاکلین انام الص لقیین حجة العارفين صد القویین و المومنین

گردن گریباغت کلم استطاعت و بضاعہ کلمات و خوف سوعادلی قال بے عمل
کے جرات قیام اس مقام میں نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جب دریائے فیض اتم و کرم اعم حصہ
پر نور حضرت خوشیہ عالیہ کا موج زن تھا۔ اور ایک رشخہ اس بحر ناپید انکار کا اس عاجز و
کمزور کے رشتی کا فضل پہنچنے ایک مقدمہ نازک جس کی تفصیل علیحدہ پرچہ میں لگا
ہوئے اس محض میرے عزیزوں پر کسی مفید نہ تے قائم کر دکھایا تھا وہ برکت توجہ و کرم حضرت
حضرت اعظم و حضرت خواجہ غلام محکان خواجہ حسین الدین بخری اجیری قدس اللہ سرہ
کے اس طرح پہنچنے کے اگر کامیاب حضرت کی عیاں ہو گئی۔ اور قبل پیشی اس مقدمہ کے
خواجہ غلام محکان عالی تبار تہذیب پر فیض صاحب جانشین جگر پارہ جناب پیر سید
شاہ صاحب صاحب پیر سید امیر شاہ صاحب جانشین و جگر پارہ جناب پیر سید
صاحب نے حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ آپ جناب حضور انور حضرت خوشیہ عالیہ
کی دعا کرو کہ وہ اپنے جگر پارہ کی عرض پر سب پہلے انکسارت فرماتے ہیں۔ وہ لوں
جو اپنے دربار میں منتقلی و نشی و کر فرمایا تھا کہ دل و جان سے دربار عالی میں عرض کریں گے
اور زمین کا بل سے کہ صاحب دربار محبوب ربانی عرض منظور فرمادیں گے چنانچہ
وہ ایسی ظہور میں آیا۔ علامہ برین جناب پیر سید امیر شاہ صاحب پیشتر التماس کی گئی
تھی کہ اگر آپ ایک رسالہ در بیان شان حضرت خوشیہ عالیہ چھوڑیں تو نہایت
خوشی کی بات ہے آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اب جب زیادہ تر خوش طبیعت میں
اس کمترین کے ایا کر یہ کار فیہ علی سبب انجام ہو جائے تو آپ نے حبیب عہد کا قریب
واقع ہو کر بہت کتابیں حضرت محبوب ربانی و غوث صدیقی حضرت شیخ سید محمد الدین
عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں قدیم سے بڑے بڑے

فاضل و شایخ عہد کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھ گئے ہیں۔ اور بہت رسائل
اُردو میں موجود ہیں اور اکثر کتابیں تفریق عادات ہندوستان کتابوں اور رسائل کے
گوشہ زد عام و خاص کے ہیں۔ اور اہل سعادت و فرخندہ حوصلہ مستعد و یقین خوش
اعتقاد ہی کے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے ہیں۔ دل میں ہے کہ اولاً مقدمہ جہانی
حال اہل اللہ کا لکھا جاوے بعد و مقصد میں خاص حالات اُس دربار کے جو اولیاء
اللہ کو معلوم ہیں اور اپنی کتب میں درج کر گئے ہیں اور فتح الیقین و ہیبت الاسرار
میں حضرت اقدس سے منقول ہیں تحریر ہوں اور خاتمہ میں نسب نامہ عالی حضرت امامین
شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تے نا حضرت پیران بہر بطور شجرہ کے لکھا جاوے تاکہ عوام
کو اس سلسلہ عالیہ سے یاد کرنے اور پڑھنے میں اشتباہ و دقت نہ ہو۔

تمہید

شیخ عبد الکریم حبلی قدس سرہ نے کتاب انسان کامل میں لکھا ہے کہ امت پر حور
مختبر علی صاحبہا الاف تحیت کے بنات براتب ہیں۔ اسلام بے ایمان بے صلاح
بے رحمان بے شہادت بے صدیقیت بے قربت۔ اور بناء اسلام کے پانچ ہیں
بے کہنا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا بے قائم کرنا نماز کا بے روزے رکھنے نا وضو
بہارک کے بے اداسے کرنا زکوٰۃ کا بے حج کرنا کعبہ اللہ کا۔ اور ایمان کے دو
رکن ہیں۔ دل سے تصدیق کرنا ہر ایک چیز کا جو کچھ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
الک وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے گئے محفل مقبول یعنی جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے محفل بیان فرمایا ہے۔ اُس کے ساتھ تصدیق و ایمان حمل لانا اور جو کچھ منقول لائے
ہیں اُس کے ساتھ تصدیق مقبول کرنی۔ جملہ احکام شریعت کے مقبول ہیں جب تک

سب کے ساتھ تصدیق نہ ہوئی ایمان نہ ہوتا ہے گا اور صلاح میں مزید ایمان نہ
 کہ عبادت و انجمن کرنی بشرط خوف و رجاء از جناب بار تعالیٰ اور احسان میں علاوہ بران
 ہستہ مقامات کرنی ہے سات حالات پرست توبہ سے انابت نہ رہد و توبہ سے
 تو کامل رہد رضا نہ قبول نفس کے اخلاص یعنی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے
 کرنی جس میں غیر کا خیال نہ آوے نہ او شہادت میں علاوہ بران ارادت نہ ہو اور اگر
 نہ کہ تین شرائط ہیں ۱۔ محبت خدا تعالیٰ کی بلا علت ۲۔ دوام ذکر اللہ تعالیٰ کا باطن و ظہور
 سکون سے مخالفت نفس کی بلا رخصت یعنی نفس کی مخالفت کرنے میں ناچار یا
 غیر واجب بات ذکر کرنے میں خلاف شرع کے کوئی بات پائی جاوے یا ثواب
 اس کا کم ہو جاوے ۳۔ فائدہ شریعت میں دو حکم ہیں ایک عزیمت و دوسرا رخصت
 عزیمت اصل حکم ہے اور رخصت میں اجازت تاخیر کی ہے جیسے روزے رکھنے یا
 زمرہ صفائے سفر میں عزیمت ہے اور فطر رخصت ہے پس اگر سفر میں مشاغل و روز
 رکھنے کے تو ثواب بڑا ہے اور اگر نہ رکھے اور جب سفر تمام کر کے مقیم ہو جاوے تب رکھے
 تو رخصت ہے مگر ثواب اُس سے کم ہے اور صداقت میں علاوہ بران معرفت ہے
 اور معرفت کے تین درجہ ہیں ۱۔ علم الیقین ۲۔ عین الیقین ۳۔ حق الیقین ۔ اور ہر ایک
 درجہ کی سات باتیں شرائط ہیں ۔ ۱۔ بقاء ۲۔ بقا ۳۔ معرفت ذات بلحاظ عقلی اسماء
 ۴۔ معرفت ذات بلحاظ عقلی صفات ۵۔ معرفت ذات بلحاظ ذات محض ۶۔ معرفت
 اسماء و صفات باعتبار ذات ۷۔ معرفت ذات باعتبار الصفات بالاسماء والصفات
 اور قربت میں علاوہ بران ولایت کبریٰ ہے ۔ اور ولایت کبریٰ کے چار درجہ ہیں
 ۱۔ یعنی راضی ہونا خدا تعالیٰ کے حکم ۲۔ یعنی اپنے کام سب خدا تعالیٰ کو سپرد کر دینا ۳۔

ان غلت جو مقام ابراہیمی ہے ومن یحکک کان امنا یعنی جو اس میں داخل ہوا وہ
 امن میں آگیا ۱۔ حب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ
 نے اون کو حبیب لقب دیا ۲۔ ختام جو مقام محمدی ہے ۔ اس مقام میں لواء الحمد قائم ہوا
 ہے ۳۔ مقام عبودیت ہے اس درجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حق میں شہادت الدی اکثر علی یحییٰ ۴۔ لیس لا مین المدحید انما الی المسجد
 الا تھی فرمایا ۔ اور اسی درجہ میں نبی و رسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث
 ہوئے تاکہ رحمۃ اللعالمین ہوں ۔ اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں ۵۔

تمتہ تہمید

محبت خدا تعالیٰ کی تین قسم ہے ۔ محبت فعلی اور محبت صفاتی اور محبت ذاتی محبت
 فعلی عوام کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو احسان کے سبب دوست رکھتے ہیں اور محبت
 صفاتی خواص کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صفات جمالی و جلالی کے سبب دوست رکھتے
 ہیں ۔ اور محبت اُن کی خالی از علت ہوتی ہے ۔ اور محبت ذاتی تشن ذاتی کا نام ہے
 کہ معشوق کے انوار عاشق پر طلوع کرتے ہیں تو عاشق بصورت معشوق جلوہ گر ہوتا ہو
 جیسا کہ شکل روح بصورت جسد بیاعت تشن ذاتی کے ہے ۔ محبت عوام کی فعلی ہے
 اور محبت شہداء کی صفاتی ہے اور محبت مقربین کی ذاتی ۔ اور معرفت یعنی حقیقت
 من عرف نفسه فقد عرف ربه کا مقام صدیق کا ہے ۔ اور مقام معرفت کے
 تین ہیں ۔ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اور صدیق بعد انطلاقات انصاف بالاسماء
 والصفات کے صاحب حقیقتہ الیقین کا ہو جاتا ہے ۔ یہ اول مقامات مقربین کا ہے ۔
 اور قربت ممکن ہے ولی کا قریب ممکن اللہ تعالیٰ کے درمفات حق پس قربت نام ہے

پس اگر کوئی شخص اُس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے۔
 اور اگر بندہ ترقی کر کے بنفام بقاء واصل ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ کے پکارنے والے کو
 جواب دیتا ہے۔ پس اگر کوئی یا محمدؐ کہے گا تو اللہ تعالیٰ جواب میں لبیک فرماوے گا۔
 فصل حب معلوم ہوا کہ محبت صفت اولیٰ خدا تعالیٰ کی ہے۔ ثواب نصیب ہدی
 یا نقدہ رکلی اُس کا محال ہے اور جس نے کوئی تشریف محبت کی کی ہے تو اُس نے لازم
 و آثار کے ساتھ کی ہے۔ شیخ ابوالعباس بن عریف صہباجی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ غیرت
 صفت محبت کی ہے اور غیرت پر وہ چاہتی ہے سو اسی سبب ہدی پوری تشریف
 محبت کی ناممکن ہے مسلم کل ہے کہ بعض امور قابل حدیں اور بعض ناقابل حد محبت جبکا
 و صفت ہو وہی اوس کو جانتا ہے لیکن بیان سے خاموش رہتا ہے۔ اور وجہ محبت
 کا انکار نہیں کرتا۔ محبت بندہ کی یا ثر دکھاتی ہے کہ سوائے محبوب کے ہر چیز اُس سے
 محبوب ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے جُبْدُكَ الشَّيْءُ وَ يَغْنَمُ وَ يَغْنَمُ یعنی محبت
 کسی شے کی غیرت ہے۔ تجھ کو اندھا اور بہرہ گردنی ہے جس کے نرا خیال میں سوائے محبوب کے کچھ
 نہیں مانتا۔ خِيَالُكَ فِي عَيْنِي وَ ذِكْرُكَ فِي فَمِي وَ مَنَعُوا اللَّهَ فِي قَائِلِي قَائِلِي
 یعنی تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے اور تیرا ذکر میرے منہ میں اور تیرا مقام میری دل میں سو
 ثواب کہاں پوشیدہ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ اثر ہے کہ نہ تمنا و نصرت
 و بیک اور جہل و غیبت جب بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو انکا کان اور نگاہ اور ہاتھ اور
 پیر چھٹا ہوں اس میں اثر محبوبیت و محبت کا یہی ہوا کہ نہ کہن تو مت در کہ بشر پر غالب
 ہو گیا۔ اور اُنہی کی قدرت کے آثار جلوہ گر ہوئے۔ اس عالم میں کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی
 تو لبیبہا جزا مناسب کے ہوتا ہے۔ اشتراق کلی اُس میں نہیں ہوتا باقی ابزرا محبت کے

اپنے اپنے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا کی محبت میں سارا مستغرق ہو جاتا ہے کیونکہ
 انسان خدا کی صفت پر مخلوق ہے إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَى صُورَتِهِ حدیث صحیح ہے
 جب عاشق محبت خدا میں بالکل مستغرق ہو جاتا ہے تو حضرت اہلبیت اُس کی طرف
 متوجہ ہوتی ہے۔ پس جلد اسماء اہلبیت اُس انسان میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہ متعلق
 بالاسماء ہوتا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں اِس انسان کو بالوقت کہتے ہیں کہ اُس پر
 جمیع اسماء و صفات کا غلبہ ہو۔ اور ابن الوقت وہ ہے۔ کہ ایک اسم یا صفت کا غلبہ ہو۔
 فصل جملہ صفات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خدا کے ہیں
 قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ يُغْنِكُمْ اللَّهُ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
 کہہ یا محمدؐ کہ اگر تم پیارا رکھتے ہو خدا کو تو میری تابعداری کرو خدا تم سے پیار کرے گا۔ اور
 کوئی فضل حضرت معلوم کا بدوں صفت باری تعالیٰ کے نہیں ہے قُلْ مَا أَدْرِي عَنِ
 مَا يُفْعَلُ لِي فِي دِينِكُمْ يُعْذِرُ اللَّهُ عَنْ قَوْمٍ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 جاوے اور نہ وہ جو تمہاری قوت کے ساتھ کیا جاوے۔ اِنْ أَتَيْتُمُ الْوَيْحِيَّ إِلَى
 میں تابع اُوسی کا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے اور مقررین بارگاہ مخمری حسب
 اتباع نبوی و قرابت مصطفوی محبوب خدا کے ہیں اور اس قرب و منزلت کو سوائے
 محبوب و محبوب کوئی خیال نہیں کر سکتا۔ اور منشاء اس محبت کا خیال کرنے کے اتنا
 معلوم ہوتا ہے کہ باعث اس کا ایک امر غرضی ہے جس کا بیان خارج از امکان ہے۔
 امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اسباب محبت کی تشریح فرما کر اور احسان و حسن و غیرہ کو کچھ
 اخیر میں فرمایا کہ مناسب طبعی ہوتی ہے اور مناسب طبعی کا دظاہر ہوتی ہے جیسی
 محبت طفل با طفل و غیر ذلک جن میں با حسن اور گاہ مخفی۔ چنانچہ حضرت معلوم نے اس

مناسبت معنی کی طرف اشارہ فرمایا اَلَا ذَوَا حُجُوْدٍ مَّجْدُوْدَةٍ فَمَا لَعَارِفٍ
مِنْهَا اَيْتَلَفَتْ وَمَا تَنَاسَلَتْ مِنْهَا اَيْتَلَفَتْ یعنی ارواح انہو تھے سو جس جیسے باہم چھپانا
وہ الفت پذیر لگے اور جو انجان ہے وہ مختلف ہوئے۔ یہ چھپان دہنی مناسبت مخفی ہے
فصل اسے مراتب قرب عند اللہ میں مقام عبودیت کا ہے جو بعد از طے مدارج
مندرجہ سلوک حاصل ہوتا ہے۔ جن ادب اس مقام کی علامت ہے۔ اور اس مقام
میں توجہ حالی جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے مقالہ ۴۰ میں
توجہ الیہ کے فرمایا ہے تَعَفُّلٌ بِاللّٰهِ وَتَعَلُّمٌ بِاللّٰهِ وَتَشْكُرُ بِاللّٰهِ مَتَعَيَّ عَمَّا
دُوْنَا وَتَصِيْقُ عَمَّا فَلَاحَ مَنَیْ لِعِبَادَةِ وَحُجُوْدٍ اَيُّنَ تُوْخَدُ کے ساتھ ہی بھرتا ہے
اور خدا کے ساتھ ہی قرار و آرام پکڑتا ہو سو تو ماسوی سے اندھا اور بہرہ ور ہوتا ہو
پس اللہ کے سوا وجود نہیں دیکھتا یہاں تک سیر الی اللہ ہوتی ہے بعدہ سرفرازی
کی۔ اور سیر فی اللہ کی نہایت کوئی نہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی تباہ کو سیدھی راہ
سب کو خواہ بہت ہی ہو یا تنہی حکم طلب کرنے زیادتی معرفت کا ہے۔ اور اس مقام والے
اعلیٰ متقی ہوتے ہیں کہ غیر کا خیال ان کی قوت میں نہیں گذرتا۔ اِنَّ اَكْبَرَ مَكْرَهٍ
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْفَاكُهُ یعنی بڑا مغرور تم میں کا خدا تعالیٰ کے پاس بڑا متقی ہوتا ہے۔ یہ
قرب مکانت و مرتبت کا ہے نہ مکان کا اور اس قرب مکانت کو اہل اللہ نے چار
قسم پر قرار دیا ہے۔ ایک قرب نوافل۔ دوم قرب فرائض۔ سوم قرب جامع لہقرین
چہارم اسطو و اکمل کل مقامات سے۔ قرب نوافل میں حق تعالیٰ سمع و بصر و تدبیر و عمل
بندہ کا ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی گنت کہ سمعاً و بصر آئیں ہے اور قرب فرائض میں
بندہ بمنزلہ حواس کے ہوتا ہے اور اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں

وارد ہے۔ اَلْحَقُّ يَطْلُقُ بِعَلَمِ لَيْسَانَ عَمَّا۔ یعنی حق حضرت عمر کی زبان پر بولتا ہے۔
اور جامع لہقرین اس آیت کریمہ میں ہے قَوْمًا قَنِيْتُ اِلٰهِيَّتَہٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعْلٰی
یعنی تم نے نہیں چھینکا جب تم نے چھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے چھینکا۔ اس مقام میں بندہ وہ
خدا کا فعل بھی ثابت ہوا ورنہ فعل بندہ کی چہارم جو عمل و اکل مقامات پر آئیں گنجائش
تعدی کی نہیں۔ وہ مقام حضرت صلح کا ہو۔ اور یہی مقام توحید کا اکل مخالفت کبریٰ کا ہے۔
فصل باب ۲۲ معرفت مغربین التزام عبودیت کا نام ہے کہ بندہ فعل کو اپنی
طرف نسبت کرے اور معرفت حقیقت سلب آثار و صافات بشریت کا نام ہے کہ سبب
اوصاف یاری تعالیٰ کے اثر و نشان فعل بندہ کا نہ رہے۔ اور شریعت طریقیہ ظاہرین کا
ہے جس کو انبیائے کرام علیہ السلام امر الہی سے لائے اور طریقہ انبیاء وہی ہے جو طریق
قریب الی اللہ کا ہے۔ جو شخص مکارم اخلاق پر قائم ہو و یگا وہ شریعت رب پر قائم ہے اور
شریعت عین حقیقت کا ہے۔ مگر عوام نے جب دیکھا کہ شریعت کے عالم اکثر عالم لوگ
ہیں اور حقیقت کے دلیل خاص لخاص تو شریعت حقیقت کو جدا جدا خیال کیا اور شریعت
احکام ظاہرہ کا نام رکھا۔ اور حقیقت احکام باطنہ کا۔ اور دراصل دونوں ایک ہیں۔
حضرت غوث اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں کُلُّ حَقِیْقَةٍ لَا یُنْفِیْہَا عَنْہُ لَکَ الشَّرِیْعُ فَهَوُ
ذَلَالَةٌ یعنی جس حقیقت کے واسطے شرع گواہی نہ دیوے وہ زندقہ (بیدینی) ہے۔
سہروردی از وجود ممکن وارد ہوا کہ حفظ مراتب مکنی زندقہ یعنی بدیعہ حفظ احکام شرعی
فرض ہے۔ دین ایک ہے شریعت و طریقت و حقیقت اُس کے شعبے ہیں اور مراتب
و درجات جیسا کہ انسان مجموعہ بدن و روح و جان کا نام ہے۔ اور ہر ایک بدن روح
و جان درجات و شعبے ہیں۔

فصل باب ۱۱ بترحات لُج میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روح مبارک کل کائنات کا قطب واحد ہے۔ اور امداد کرنیوالا جمیع انبیاء و رسل انقطاب کا ہے از بندائے خلقت آدم علیہ السلام تا قیامت حضرت صلعم سے کسی نے عرض کیا کہ آپ بنی کب ہوئے فرمایا کُنْتُ نَبِيَّكَ وَادْمُ بَيْنَ الْاُمَمِ وَالطَّيْفِ یعنی میں بنی اُس وقت تھا جب آدم علیہ السلام آپ کل میں متفرق تھے۔ اور حضرت صلعم کا نام مبارک اُس وقت مادی الکلام تھا اپنے زعموں کی دوا کرتے تھے کہ حضرت صلعم جراحات دہی لے لیتے تھا داری و دنیا و شیطان و نفس کے خیر و واقف تھے۔ اور نگاہ مبارک آپ کی مکہ معظمہ میں مقام ولادت کی طرف اور ملک شام کی طرف تھی۔ اب حضرت صلعم نے نگاہ مبارک اور ہر سے پھیر کر طرف ایک زمین کے فرمائی ہے۔ جو گرمی و خشکی میں نہایت درجہ میں ہے اور کوئی بنی آدم وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ مگر بعض اولیاء نے کہ معظمہ سے ہی بنگاہ ولایت دیکھا ہے بحکم رؤیت لہ الا فضل۔ اور روح مبارک نبوی کے مظاہر میں عالم میں اکمل نظم قطب زمان میں ہوتا ہے۔ اور افراد میں اور ختم ولایت محمدیہ میں مہدی آخر الزمان اور ختم ولایت عام میں (علیہ السلام) ہیں اور باب ۱۲ میں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ و غیرہ محققین اہل کشف نے ذکر کیا ہے کہ ادل راہ تہذیبی الہی کا ہوا ہے حقیقت کلید کی طرف تو حقیقت پیدا ہوئی اُس کا نام سہا ہے۔ پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے تجلی نور کی سہا میں نفاذی توکل حقائق سے اقرب حقیقت محمدیہ تھی جس کا نام عقل کل ہے پس حضرت صلعم بعد ازل عالم کے ہیں اور ازل ظاہر و وجود ازاں نور الہی و از سہا و زمین بدن حضرت صلعم و عین عالم کا تجلی محمدی سے ہوا۔ اور اقرب اناس اُس وقت حضرت صلعم کے پاس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جو امام عالم اور سر جملہ انبیاء کے ہیں۔ اور یہ کل صورت عالم کی نمونہ و مثال اُس مطابق ہے جو علم اللہ تعالیٰ کا تھا۔ پس اس عالم کی شکل مطابق صورت علی حق سبحانہ کی ہے اور یہاں سے ہیں کہ نہایت قطب ایا میں کی شناخت ضروری ہے۔ اس عالم میں بعد انبیاء کرام علیہ السلام کے ممکن ہو امام حسن و امام حسین علیہ السلام ہیں۔ اور اسوائے انکے جو امام ہے وہ اپنے مرتبہ کے اندازہ پر ہے۔ اور ہر قطب کے دو امام وزیر ہوتے ہیں۔ امام حسین کا نام عبد اللہ الرب اور امام المیر کا نام عبد الملک ہے۔ اور قطب کا نام عبد اللہ ہے۔ اگرچہ والین یا اور لوگوں نے انکے نام اور رکھے ہوں۔ جب یہ قطب عباس قمریت و کین میں قائم کیا جاتا ہے تو اسکے واسطے تخت در میان آسمان و زمین کے نصب کیا جاتا ہے۔ اگر اُس تخت کو خلعت دیکھتے تو عقل سب کی پریشان ہو جاوے۔ وہ قطب اسپر جلوں فرماتا ہے۔ اور دو امام دیگر اسکے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور قطب ہاتھ بیعت عالیہ کا دراز کرتا ہے۔ اور روح و ملائکہ و جن و بشر و مانی اُس کی بیعت کرتے ہیں ایک سے سرے کے بعد جو روح اُس کی بیعت کرتی ہے تو ایک مسئلہ اُس سے دریافت کرتی ہے۔ اور وزیر اُس کا جواب دیتا رہتا ہے تاکہ مرتبہ اُس کا سب کو معلوم ہو جاوے۔ اور ملائکہ اور روحانیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہم الہی مجھ سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اور معلوم رہے کہ عبد الرب کو امام اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔ اور امام عبد الملک کو امام ادنیٰ (اقرب) اور امام اقصیٰ کو شیاطین و کجی نہیں کہتے۔ اگر اسکی نگاہ اُنی پر پڑے تو قلب کی طرح و گنل جاتے ہیں۔ اور یہ امام ہشتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اسوائے کہ وہ قبیح اعمال بندوں کے جبری سزائیں دیکھ کر روتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بہشت اسکے سامنے

کر دیئے ہیں کہ اہل جنت کے مکانات دیکھنے سے گونہ اُس کو سرور حاصل ہو اور شہادۂ
و مصائب میں امام اہل بیت علیہ السلام کی طرف رجوع کیا جاتا ہے سو اُس کے ہاتھ
سے خدا آسان کر دیتا ہے اُس کی حالت کرم کی ہے۔ اور خلعت پر احسان کرتا ہے
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْفَعُ قَوْمٌ اِسْ طَرَحَ كَ لَوْ كُوْنُ كُوْنُ كَرَمِ كِي كَچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔
حکام و والیان ہاں کنگ غل غلبہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور شیاطین نار پر
اُس کا بڑا تسلط ہوتا ہے۔ اور قطب زمان موصوفہ بجمع اسماء الیہ کا ہے مخلقا و
مستحقا اور مرآت (آئینہ) حق کا ہے اور بظہر صفات مقدسہ کا اور جمیع مظاہر آیہ کا
اور صاحب وقت اور عین الزمان اور سر قدر ہے اُس کو علم دہر الہیہ اور کا ہے۔ اور
غالب اور پرفخا ہے۔ اور محفوظ ہے اور خزانہ غیرت و پردہ سے دونوں کی برکات
ہوتا ہے محب النساء اپنی طبیعت کا حق بوجہ شروع پورا پورا دیتا ہے اور روحانیت
کا حق بھی برآمد الہی پورا دیتا ہے حافظ اوقات ہوتا ہے یہ اللہ ہی کا رہتا ہے نہ غیر کا
اس کی حالت عبودیت و افتقار کی ہے۔ قیج کو قیج جانتا ہے اور جن کو حسن جمال
ستیدہ در زینت و اشخاص کو دورت رکھتا ہے ارجح خوبصورت بن کر اُس کے پاس
آئے ہیں غیرت و غضب اللہ کے واسطے رکھتا ہے کل اشیاء شہادت و عیب کی
پچھے وجہ حق کو دیکھتا ہے اور کارخانہ اسباب کا قائم رکھتا ہے اور اُس کے بموجب حالات
کرتا ہے اور چلتا ہے اور اترتا ہے۔ اس میں ربانیت کی وجہ نہیں ہوتی اگر قطب اہل بیت
و دنیا دار ہو تو مال میں الہیما تصرف کرتا ہے جیسا کہ غلام اپنے مولیٰ کریم کے مال میں
تصرف کرتا ہے اور اگر مالدار ہو تو وہ فتوحات کی طرف نفس کو مائل نہیں کیا بلکہ عزت و شہادت
برائے طبیعت خود اپنے دست کی طرف اپنی حاجت میں کرتا ہے جیسا کہ کوئی شفع

کسی کی سفارش کرتا ہے۔ یہ قطب بر خلاف اولیاء اللہ اصحاب احوال کے ہوتا ہے کیونکہ
اصحاب احوال جہتیں کرتے ہیں اور جہتیں اُن کی موثر ہوتی ہیں۔ و سے لوگ اسباب ظاہری
کو چھوڑ کر اپنی جہتوں کو کام میں لاتے ہیں اور قطب اس حال سے منزہ ہی ثابت فی اہلہ ہے
فصل ثانیہ میں ہے کہ اس دار دنیا میں بعد رسول کریم صلعم کے تین رسول زندہ
بالجہ وجود ہیں۔ ایک ادریس علیہ السلام چہارم آسمان پر اور صفت آسمان عالم دنیا میں
ہیں کیونکہ ان ہفت آسمان کے ساتھ عالم دنیا قائم ہے اور ان کے فضاء سے فنا ہو جاوے گی
اور آخرت میں زمین آسمان تبدیل ہو جاوے گی جیسا کہ یہ صورت انسانی مقیدہ الہیہ کو
اور صورتیں نہیں گی کہ بول بر زبان انسان کو نہ آوے گا۔ اور دوسرا الیاس علیہ السلام ہے۔
تیسرا یحییٰ علیہ السلام ہے یہ دونوں مرسل ہیں۔ قائم ہیں ساتھ دین جنینی کے جس دین کو
حضرت صلعم لائے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ان چاروں کا
وجود یکیات جسدی دار دنیا میں باقی ہے اور یہ رب رسول اوتاد ہیں۔ اور دو امام اور
ایک قطب ہے جو موضع نظر حق تعالیٰ کا ہے قطب انکا بمنزلہ حجر اسود کے ہے اور باقی
دوسرے ارکان بیت الدین کے ایک کے ساتھ رکن ایمان کا محفظہ ہے اور دوسرے
کے ساتھ ولایت کا تیسرے کے ساتھ نبوت کا چوتھے کے ساتھ رسالت کا اور مجموع
کے ساتھ دین جنینی حضرت صلعم کا۔ پس یہ رسول قیامت تک عالم دنیا میں رہیں گے۔
برائے نام رسول ہیں درجہ دین محمدی میں داخل ہیں اور اکثر لوگوں کو خبر نہیں۔ ہا وجود
ان رسولوں کے امت محمدیہ میں اقطاب اصالتہ وراثتہ از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
قائم ہوتے چلے آئے ہیں۔ یہ شان ائمتہ حضرت صلعم کی ہے کہ ہر ایک رسول کے قطب
پر ایک شخص ہے جو اُسکا نائب ہے اور نائبیت میں دو نبیوں زندہ و باقی ہوئے ہیں۔

اور بعض اہل اللہ صاحب انفاس و اعداد ہوتے ہیں اور قطبیت ان کی نیابتہ و اعمال
ہوتی ہے اور بخلاف ان کے قطب بن جیسا کہ قطب بلد اور قطب جماعت شاخ ہوتا ہے
اور مطلقاً قطب زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور وہی ثبوت ہے۔ وہ مقررین سے ہے۔
اور یہ الجماعت فی زمانہ اور نام دو ہوتے ہیں ایک عبد الریب و سرب عبد الملک و نو
وزیر قطب کے ہوتے ہیں ایک کو مشاہدہ عالم ملکوت کا ہے دوسرے کو عالم ملک
ملکوت کا۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں۔ ایک گھیبان مشرق کا۔ دوسرا مغرب کا۔ تیسرا
شمال کا۔ چوتھا جنوب کا۔ اور سات ابدال ہیں جن کے ساتھ ہفت تعلیم کی حفاظت
ہے۔ صاحب تعلیم اول کا بر قدم خلیل علیہ السلام ہوتا ہے اور صاحب تعلیم ثانی کا قدم
سوسلی کلیم اللہ علیہ السلام اور ثالث بر قدم ناریون علیہ السلام اور رابع بر قدم ادریس
علیہ السلام اور خامس بر قدم یوسف علیہ السلام اور سادس بر قدم عیسیٰ علیہ السلام
اور سابع بر قدم آدم علیہ السلام۔ یہ سات شخص سرسببہ سیارہ پر واقف اور مطلع
ہوتے ہیں کہ سائر اوصاف تائبہ کے اسرار ان میں موقوف ہیں۔ قد وہ لمحققین شیخ محمد بن
بن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مکہ شریفہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی۔ ان سے
تھے یعنی خاموش۔ عمدہ طور پر۔ اور ان سے دریافت کیا گیا کہ میری تہ کس ذریعہ سے
ملتا ہے کہ اگر کسی گرسنگی میں باری و خاموش و غفلت کے سبب ملتا ہے۔ اور نقباء بارہ
ہیں۔ بارہ برج آسمان کی تعداد دیر۔ و سے بارہ برج کی خاصیت جدا جانتے ہیں۔ یہ
نقباء عالم اسلام شریع منزلہ کے ہوتے ہیں اور نفوس اسرار ان کو معلوم ہوتے ہیں حتیٰ کہ
انہیں کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خود نہیں جانتا۔ اور ان کو ایسا علم ہے
کہ ان کی آدمی کے نشان قدم کو دیکھیں تو اس نشان سے سعادت و شقاوت

اس کی معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ قیاضہ دان لوگ قیاضہ آدمی سے اسکا حال طبعی معلوم
کر لیتے ہیں اور ریاضہ صبر میں ایسے ایسے لوگ دیکھتے جو پیشروں میں نشان قدم شخص کا
معلوم کر کے اسکا پتہ دیتے ہیں اور بخلاف ان کے نجباء ثنائہ ہیں کہ ان کو علم صفات ثنائہ کا
ہے اور سموات ثنائہ کا۔ اور بخلاف حواریین ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے۔ حضرت صلح کے
زمانہ میں زبیر بن العوام تھے یہ شخص جامع الیقین و الحق ہوتا ہے دونوں کے مانتا قنات
دین کی کتابت۔ بخلاف ان کے چالیس رجحی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ماورج کے بلال کے
طلوع سے پہلے ہوش ہو جاتے ہیں۔ جب ماورج ختم ہو جاتا ہے اور شب بیان آتا ہے
تو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ ایسی ہوشی میں سال بھر کا حال ان پر کشف ہو جاتا ہے بخلاف
ان کے ایک ختم ہے۔ وہ واحد ہے۔ ہر زمانہ میں بلکہ وہ واجب ہے در عالم اس کے ساتھ
خدا تعالیٰ نے ولایت محمدیہ ختم فرمائی ہے۔ اولیاء امت محمدیہ میں اس سے بڑا کوئی نہیں
یہ بعدی علیہ السلام ہے۔ بعد ختم دورہ ولایت عامہ کا ہے
یہ عیسیٰ علیہ السلام ہے کہ خاتم ولایت عامہ کا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع
ہوئی ہے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حشر ہونگے ایک امت محمدیہ میں
دوسرا سولوں میں۔ اور بخلاف ان کے تین سولے ہیں۔ بر قلب آدم علیہ السلام ہر زمانہ
کم و بیش نہیں ہوتے۔ ایک مرتبہ ہے تو دوسرا اس کے مقام میں قائم کیا جاتا ہے۔
فائدہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یتیم سولی بر قدم آدم علیہ السلام ہے۔ یا
بر قطب ابراہیم علیہ السلام یا غیر ذلک یہ معنی ہیں کہ جو عالم ان اکابر کے قلب پر وارد
ہوتے ہیں وہی علوم ان اولیاء کے قلب پر وارد ہوتے ہیں اور مدارت ان پر ہوتا ہے
وہ کبیر نظام ہوتا تھا ویسا ہی یثلی ہی متقلب ہوتا ہے اور بعض شاخ بچا ہے قلب کے

ع
جنگ کو عالم اول
کے لیے

قدم کا لفظ فرماتے ہیں کہ فلاں ہر قدم فلاں ہے تو اُس کے منہ بھی وہی ہیں جو بڑے بڑے
 ہیں۔ اُن کی دعاء وہی ہے جو دعاء حضرت آدم علیہ السلام کی تھی۔ دَبَّنا ظِلْمَنا
 اَلْفَسْنا وَ اِنْ لَّهٗ تَغْفِرُ لَنَا وَ تَرْحَمُنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُتَّحِیْمِیْنَ طیبہ طائفہ اویا
 کا تین سو سال کی عمر رکھتا ہے۔ جو مدت اصحاب کہف کے سونے کی نماز میں تھی۔
 اور یہ مدت ثلاث یوم الرجب ہے۔ یوم الرب ہزار سال کا ہوتا ہے۔ پس اگر عارف
 ایک یوم رجب کے پاس علوم حاصل کرتا ہے تو دوسرے لوگ عالم الحس کے ہزار سال
 میں حاصل نہیں کر سکتے۔ اور یہ طبقہ اویاء کا وہ اسماء جانتا ہے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ
 نے مزایہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اَلْبَنُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
 اور مراد از اسماء اس آیت کریمہ میں انباء از مسیات ہے نہ وہ کہ عوام خیال کرتے
 کہ انباء اسماء والہ بر مسیات مراد ہے اور منجملہ اُن کے چالیس برتلب نوح علیہ السلام
 ہوتے ہیں۔ دعاء اُن کی دعاء نوح علیہ السلام ہے۔ دَبَّنا غُفْرٰنِیْ وَ لَوْ اَللّٰہِیْ
 دَخَلَ بَنَیْیَیْ مَوْمِنًا وَ لَقَدْ مَنَدَنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ لَا تَسْرِجِ الظِّلْمِیْنَ اَلَا تَبَادُّوْہُ
 مقام اُن کا مقام غیرت دینہ کا ہوتا ہے۔ یہ مقام صعب المرتقی ہے حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ ذُنُوْبَ عِبْدِہٖ ثُمَّ یَفْضِلُ عَلٰی حَقِّہٖ اَلْفَ وَاَحْشٰی لَیْسَ اللّٰہُ تَعَالٰی
 غیرت والا ہے غیرت کے باعث فواحش کو حرام فرماتا ہے یہ یاد رہے کہ برتلب ہر قدم
 کے پر منے ہیں کہ جو علوم کہ حضرت آدم و حضرت نوح علیہ السلام کے قاب پر وارد ہوئے
 ہیں۔ وہ سب ان اکابر کے مجمع میں ہیں۔ نہ یہ کہ ایک ایک شخص جامع اُن علوم کا ہے
 بلکہ اُن کے سارے علوم ایک نکل علم حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کا ہے
 اور ان ہارمین کے معارج پر اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات یعنی چلوں کو مقرر کیا۔ نہ کم

و بیش کہ بموجب فتوحات ان اربعین کے اُن کو چالیس یوم میں فتوحات ہو جاتے ہیں
 اور منجملہ اُن کے ساتھ برتلب خلیل علیہ السلام ہیں۔ دُعَا اُن کی دعا خلیل علیہ السلام کی
 ہے۔ دَبَّنا ظِلْمَنا اَلْفَسْنا وَ اِنْ لَّهٗ تَغْفِرُ لَنَا وَ تَرْحَمُنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُتَّحِیْمِیْنَ ہ مقام اُن کا مقام سلامت
 کا ہے۔ ہر شک ریب اللہ تعالیٰ نے اُنکے سینے غل سے صاف کر دیے ہیں۔ اُن کو
 سودِ ظن کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو شوہر و نسبت مخلوق کے شرع میں بیان
 ہوئے ہیں وہ حجابات ہیں۔ اور دراصل جو نسبت رحمت الہی کی طرف مخلوق کی ہے۔
 جس کے سبب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ وہ رحمت ہے۔ اور رحمت خیر ہے۔
 سوان اکابر کو وہ رحمت الہیہ پیش نظر رہتی ہے۔ کسی کو شر نہیں جانتے۔ اور تصرف
 الہی در مخلوقات من حیث الوجود کو خیال رکھتے ہیں۔ نہ من حیث الحکمت۔ کہ حکمت
 اختلافات و شک بد کا حکم فرما رہی ہے۔ اور منجملہ اُن کے پانچ برتلب جبریل ہوتے
 ہیں۔ علوم ان کے حسب تقدیروں جبرائیل علیہ السلام کے ہیں۔ سات سو یا ست
 ہزار ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام اُن کا مدد و معاون رہتا ہے۔ اور قیامت کے روز
 جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ الیتادہ ہو وینگے۔ اور منجملہ اُن کے تین برتلب میکائیل
 علیہ السلام ہیں۔ یہ بڑی خوشی و لبط و شفقت کے ساتھ رہتے ہیں۔ انکے علوم
 بقدر قوی میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ منجملہ ایک برتلب اسرافیل علیہ السلام ہے۔
 ابانیرہ لبطای رحمۃ اللہ علیہ برتلب اسرافیل علیہ السلام تھے۔ اور یہ شخص نیز برتلب
 عیسیٰ علیہ السلام ہوتا ہے پس جو شخص برتلب عیسیٰ علیہ السلام ہوگا۔ وہ برتلب اسرافیل
 علیہ السلام بھی ہوگا۔ اور یہ نہیں کہ جو برتلب اسرافیل علیہ السلام ہو۔ وہ برتلب عیسیٰ
 علیہ السلام بھی ہو۔ اور اکثر اولیاء برتلب انبیاء و اولاد و صالح علیہما السلام ہیں۔ اور

رجال الفتح اور رجال تحت الشغل شمار کر کر قدوة المحققین شیخ اکبر قدس سرہ نے صراحت میں فرمایا۔ مجدد ان کے ایک بل ہوتا ہے۔ اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے۔ استطالت اس کی کل شے پر ہے۔ موائے اللہ تعالیٰ کے ان میں سے شجاع مقدم کثیر الدعویٰ بھی بقول حق و حکم خدا کا صاحب ہذا المقام عجل عجل القادر جیلانی بنیاد بیخے بہادر پیغمبر معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعویٰ کر نیوالا۔ کہتا ہے اور حکم کرتا انصاف و عدل سے صاحب اس مقام کے قہر بہار شیخینہ اور عبد القادر جیلانی قدس سرہ ان کا وہ بڑے غلبہ ساتھ حق کے متعلق پر بڑی شان ملے تھے۔ اخبار انکی مشہور ہیں۔ میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔

چونکہ اہل اندک کی تعداد و کامل اوصاف و طبقات ان کے بیان کرنے سے ایک کتاب کا ان بنتی ہے۔ لہذا اختصار اسی قدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے کیونکہ اصل قصہ و تالیفات رسالہ سے تعداد مناقب و مناصب حضرت غوثیہ عالیہ کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ والا نبی پو یا ولی دوسرے کو تب ہی پورا پورا شناخت کرے گا۔ جب اس کے مرتبہ تک رسا کار ہو ویکار نہ ناوید و ظنا و تخینا کی کیفیت منکشف نہیں ہو سکتی۔ لہذا اوصاف و مناقب جناب قدس کے وہی بیان ہوں۔ جو کچھ خود حضرت غوث الاعظم قدس سرہ نے اپنی زبان مبارک سے باذن اللہ فرمائے ہیں۔

مقصود ارباب دانش و بینش فطرت بصیرت و عبرت پر واضح ہو۔ کہ پائے سستی و درستی اعتقاد کا جب راہ و شاہد و سدا کو طلب کرتا ہے۔ تو صراط مستقیم انبیا و مرسلین و آل طیبین و اصحاب طاہرین و اولیاء کاملین و علمائے ربانین و شہداء و صالحین کو پایا لیتا ہے۔ اور درست شوق و محبت مروان الہ فی محبوبان بارگاہ کے قدیم ثابتہ کو پہنچاتا ہے۔

تو مالک مالک لایت و حمایت طاعت جلیل عطیعت جلیل کا ہوجانا ہے۔ اور دل نیاز منزل ارباب لب اصحاب حب کا جب چشم سر سریت کے ساتھ دیکھتا ہے تو نور جمال باکمال ہوشاں روضہ خیرۃ القدس سے منور و مکمل ہوجاتی ہے۔ اور گوش ہوش اہل ذوق لذایذ عرفانی کے قرب میں جب حجاب غیریت کو دور کر دیتا ہے تو صورت سرور غیبی کو بلا شک و لاریب ہمنام کرتا ہے۔ اور زبان حال چاہم اتفاق و اتفاق دانش پذیر ہوتی ہے۔ تو اسرار حقایق و قایق انوار و درالوراء کے بانشارت و کنایات گویا ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے جن کو ازل میں بلسان کرم نادی ہے۔

تو وہ متانہ و دیوانہ وار وادی جمال مطلق و حادثی کمال برحق کو سدبار۔ اور دل جان کو مشاہدہ و کمال مطالعہ جاہ و جلال عوالم الیقین التوحید سے منظر تجلیات قدس تفریق کا بیکر جم غفیری و پیکر عہری کو سنوارا۔ اور بعد کہ وکاش و جہد آویزش کے آرا یک انس پر انیس ہوا۔ اور بساط انبساط چار باش قدس پر مصروف صافی سرشت میں ہم جلیس ہوا۔ حضرت سلطان شیخ سید رحی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے مناقب جلیلہ مناصب جمیلہ افطاب اغوات کے اور اک منہم سے فوق ہیں۔ فہم و دہم مگر طینان عوام کا اوج پران شہباز لامکان کی طرف راہ نہیں پاسکتا۔ قیاس و گمان بوم شوم باویشینان حیرت و غیرت انہما سے عذیب گلستان جنان فرفوس برین کو سن نہیں سکتا۔ یہ کلمات طہیات حضرت غوثیہ عالیہ کا ترجمہ ہے۔ عربی کا الفاظ کا مقصد مکمل حکیم اللہ اساطور تجلیات اسرار میں متور ہے۔ میں پر وہ نے داشتہ شہدے مسطور۔ مالا یذکر کہ کلام لا یتبرک کلہ۔ اس بحر عذب البیانی سے سیراب کرتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کا کلام بڑی عظمت و شان کا ہے۔ سامعین کل اولیاء

اور اک معافی سے عاجز رہتے ہیں۔ آپ نے بار بار فرمایا۔ مجھ کو کسی پر قیاس مت کرو۔ اور نہ دوسرے کو محسوس میں ورع و الوراء ہوں۔ میری کلام کی نصیحت کرو گے تو اس میں نجات ہے۔ اور میری تکذیب کرنی ہم ساعت اپنے نہر قاتل ہے۔ شیخ حادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی کلام سنا کر تعجب ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا شیخ عبد القادر آپ کو کبھی سے خائف نہیں۔ جنہوں نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حادہ دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حادہ ہوش ہو گئے۔ جب حضرت نے ہاتھ اٹھایا تو ہوش میں آئے اور کہا کہ میں نے حضرت کے ہاتھ میں ستر عہد نامے خدایتعالیٰ کے دیکھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کفر فرما دے گا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کرسی و عطر پر با و ازمان فرماتے تھے۔ اَنَا الْحَفَظُ اَنَا الْحَفَظُ اَنَا الْحَفَظُ طین خدا کے حفظ میں ہوں میں خدا کی نگاہ میں ہوں میں حفظ پانے والا ہوں۔ اَنَا اَمْرٌ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ میں ایک بڑا پوشہ راز ہوں خدایتعالیٰ کے رازوں سے یا عَنِیْنُ اَنْتَ فَاحِیْدٌ فِی السَّمَاۃِ اَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اے عزیز تو یکتا آسمان میں ہے۔ میں یکتا زمین میں ہوں۔ اللہ شب رات دونوں میں شریار فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے واسطے برگزیدہ کیا ہے کہ میرے سامنے تم سے سلوک کیا جاوے۔ اور فرماتا ہے۔ اے عبد القادر بات کہہ تیری بات سنی جاوے گی۔ اے عبد القادر تجھے قسم ہے میرے حق کی جو تیرے کھانا کھاؤ۔ اور پانی پیو کلام کرو میں نے تجھے ہلاکت سے امان دی ہے۔ اور مجلس عظیم میں بیٹھے بیٹھے ہوائیں چلے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کتاب طالع نہیں کہتا۔ یہاں تک کہ صبح پر آم کرے۔ اور سال آتا ہے وہ سلام کرتا ہے۔ اور خبر دیتا ہے۔ جو کچھ اُس میں گزرے گا۔ اور باہر و ہفتہ دونوں ایک ایک آتا ہے۔ اور سلام کرتا ہے۔ اور اپنی اپنی خبریں دیتے

لکھ

ہیں۔ کہ یہ ہمارے اندر گزرے گا۔ اور قسم عزت اپنے رب کی کہ نیک بخت لوگ بخت لوگ لوح محفوظ کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔ میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور میں خدا کے علم مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ مارنے والا ہوں۔ اور میں تم سب پر خدایتعالیٰ کی حجت ہوں (حجت اللہ تعالیٰ کی سب پر غالب ہے) میں نائب رسول کریم کا ہوں۔ اور زمین میں وارث اُن کا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبد القادر قدس سرہ اپنے مدرسہ میں منبر پر فرماتے تھے۔ کَلِّ فِیْ عَلٰی قَدَمِ نَبِیِّ۔ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے۔ وَاَنَا عَلٰی قَدَمِ حَبِیْبِ عَلٰی اللّٰهِ عَلَیْہِ وَاسَلَمٌ۔ اور میں اپنے جد پاک کے قدم پر ہوں۔ کوئی قدم نہیں اٹھایا حضرت صلعم نے مگر میں نے اپنا قدم اُسی مکان پر رکھا ہے۔ مگر قدم نبوت کا کہ اُنجا سوائے نبی کے دوسرے کوئی قدم نہیں رکھتا۔ علی بن ادریس کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت قدس سرہ فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشایخ ہیں۔ اور چلتے کے بھی مشایخ ہیں۔ اور ملائکہ کے بھی مشایخ ہیں۔ اور میں سب کا شیخ و مرشد ہوں۔ اور حافظ عبد العزیز معروف بابن الاضرہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرہ سے سنا فرماتی تھے کہ میں خلعت کے امور عقل سے پرے ہوں۔ کل جال الحق جب تقدیر حق تک پہنچتے ہیں۔ تو رک جاتے ہیں۔ اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک روزن کھلا۔ پس میں اُس روزن میں داخل کیا گیا۔ اور تقدیر میں خدا کے ساتھ بیٹھے نماز رکعت کے ساتھ قوت خدا کے واسطے رمضان ہی خدا کی۔ فَاَلَمْ تَرَ کُلَّ نَفْسٍ لَّهَا رُوْحٌ لَّہِیْ عَرُوْدٌ ہے کہ تقدیر حق کا سانح ہو۔ نہ موافق کہ وہ مرد نہیں۔ اور فرماتے تھے خوشی واسطے تم کو کہ جس نے مجھے دیکھا۔ یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا

یاد رکھنے والو کہ دیکھو والا کو دیکھا۔ اور میں حضرتوں کو نہیں دیکھا جب حضرت
قدس سرہ مدفون کرنی کی قبر گزرے تو فرمایا السلام علیک یا شیخ تو مجھ سے ایک درجہ آگے
گزار جب دوبارہ اتفاق عبور کا اُن کے مزار پر ہوا تو فرمایا السلام علیک یا شیخ ہم تھے
دو درجہ آگے بڑھ گئے قبر سے جواب کیا۔ وعلیک السلام یا سید اہل زمان۔ یعنی آپ پر
سلام اے سردار اہل زمانہ کے۔

اور حضرت نے اپنے اصحاب کو ایک وفد فرمایا عراق کا ملک میرے سپرد ہوا ہے پھر
بعد مدت فرمایا۔ اب ساری زمین مشرق اور مغرب اور جنگل اور کبا دی۔ اور جنگی اور دنیا
صاف اور پہاڑ میری سپرد کئے گئے۔ اُس وقت کے اولیاءوں سے کوئی باقی نہیں
تھا۔ مگر سب سے خدمت میں اگر واسطے عزت قطبیت کے سلام کیا اور حضرت نے فرمایا
ہے جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگنا چاہو تو میرے وسیلہ سے مانگا کرو۔ اور وعظ
کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے۔ اور اہل آسمان کے سنو
فرمایا اللہ تعالیٰ سنو وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ یعنی پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں
کہ تم نہیں جانتے اور میں اُن چیزوں سے ہوں کہ تم نہیں جانتے (فائدہ) جبکہ حضرت
کے اصحاب اور بارہا باہاں بارہا عالی آپ کو پورا پورا نہیں جان سکتے تھے۔ اور کل اولیاء
اللہ ہی ہوتے تھے۔ پس عوام اور خواص علماء۔ واولیاء کے اور اک اور فہم کو رسائی
کہاں ہے کہ اُنکے اوصاف اور حالات اور کمالات بیان کریں۔ اور فرماتے تھے۔
اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے آؤ۔ کچھ مجھ سے سیکھو اے عراق والو۔ احوال میرے
پاس ایسے ہیں۔ جیسے کپڑے میرے گھر میں لٹکائے گئے۔ جیسا چاہوں پہنوں۔ تم نیک کرو
ورنہ میں ایسے لشکر لاؤں گا کہ تم کو اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ یا غلام خدا

آلِکَ عَالِم۔ اے لڑکے ہزار برس اس مزار پر سفر کر کہ تم مجھ سے ایک کلمہ کہتے۔ اے
غلام سب ولایتیں میرے پاس ہیں۔ سب درجے میرے پاس ہیں میری مجلس
میں خلعتیں تقسیم کیجاتی ہیں۔ اور کوئی نئی نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے
اور نہ کوئی ولی ہے۔ مگر میری اس مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ زندہ اپنے بدنوں
کے ساتھ اور مردے اپنی روحوں کے ساتھ۔ منکر و نکر جب قبر میں تیرے پاس آئیں گے
تو اُن سے میرا حوالہ پوچھنا۔ وہ تجھ کو میری خبر دیں گے (فائدہ) آپ کی اس کلام
فیض نظام سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمانا حَقِّی حَقِّی عَلَی رَقِیْبَہ
کَلِّ وَ لَی اللہ۔ نسبت کل اولیاء کے ہے۔ خواہ زندہ تھے اُس وقت یا مردہ۔ اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ منکر و نکر کا سوال سب سے ہوتا ہے۔ مگر آپ کے یہ جملے لوگوں کے منکر و نکر
سے سوال کریں گے۔ کہ ہم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دو۔ اس جواب سوال
سے کوئی عجیب حکمت پیدا ہوتا ہے کہ سائل کا جواب عجیب پورا دیوے تو طرفین کی
خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر جواب نہ ہو تو اسے تو عجیب دُوب جاتا ہے۔ اور سائل کے
سامنے شرم جاتا ہے۔ اور جب حضرت کوئی بڑی کلام فرماتے تھے تو بعد اُس کے
یہ بھی فرماتے قسم ہے اللہ کی تم پر کہو اپنے پیچ کہا ہے۔ بیشک میں یقین سے بولتا
ہوں جس میں کوئی شک نہیں۔ مجھ کو بلایا جاتا ہے تو بولوں ہوں۔ اور دیا جاتا ہے تو قسم
کر دیتا ہوں۔ اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں۔ ذمہ اُسکا ہے جسے مجھ کو امر کیا۔ اور
دیت عاقلہ پر ہے۔ میری کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سم قاتل ہے
اے عاقلہ اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے رشتہ دار یا دمتہ دار ہوں۔ جب کوئی حرکت اُس سے
ہوے۔ اور تاوان دینا پڑے تو عاقلہ دیتے ہیں۔ ۱۲

اور تہاری دنیا اور عاجزت کے جانے کا سبب ہے میں بڑا شہساز ہوں۔ میں
بڑا قتل کرنے والا ہوں۔ وَتَحْيِي تَرْكُكَ اللهُ لِنَفْسِهِ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے
تم کو خوف دلاتا ہے۔ اگر شریعت کی گام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا۔
جو تم کھاتے ہو۔ اور تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اور تم میرے سامنے مثل شیطان
کا بیج کے ہو۔ تمہارے اندر اور باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں۔ اور مکی خدا کی گام میری
زبان پر نہ ہوتی تو صانع یوسفؑ کی خود بتاتی جو آسمیں ہے۔ لینے میلاد بن سولے
زبان کے روشمار و مثا اپنے عید بتا دیتا۔ لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے تاکہ
عالم اُس علم کار از نشان نہ کرے (حکایت) ذکر ہے کہ ایک دن آپا بھوگر کا رہے
تھے کہ کھانا چھوڑ دیا۔ اور بیہوشی میں ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اس وقت
میرے دل کے واسطے شر و دوزخ سے علم لہائی کے کھولے گئے۔ ہر ایک دروازہ
اُٹھا چڑھا ہے۔ جتنی چوڑائی دریاں آسمان و زمین کے ہے۔ پھر معارف میں اہل خصوص
کی ایسی طویل کلام فرمائی جس سے حاضرین لوگ بیہوش ہو گئے۔ اور سب نے خیال کیا
کہ کوئی ایسی کلام بعد حضرت شیخ کے نہ بولیگا۔ اور قبل از ظہر منگل کے روز ۱۶ ماہ شوال
۵۲۱ھ میں حضرت غوث پاک منبر پر بیٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت
فرماتے ہیں کہ اے بیٹا کیوں نہیں بولتا۔ آپ نے عرض کیا یا ابی میں غبی مرد ہوں نقصان
عرب کے سامنے بخدا میں کس طرح بولوں۔ حضرت نے فرمایا منہ اپنا کھول تو
حضرت شیخ نے منہ کھولا پس حضرت نے سات دفعہ منہ میں لعاب مبارک ڈالا۔
اور فرمایا کہ اب میری خاطر لوگوں کے سامنے کلام کرو۔ ساتھ حکمت و معنویت حسنہ کے
لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کے

واسطے بیٹھے۔ خلقت بہت جمع ہوئی تھی۔ پھر کلام بند ہو گئی۔ پس حضرت علی رضا
کو دیکھا کہ مجلس میں حضرت شیخ قدس سرہ کے پاس کھڑے ہیں۔ پس حضرت شیخ
نے عرض کیا یا ابتا۔ کلام بند ہو گئی۔ فرمایا اپنا منہ کھول جو منہ کھولا تو چہرہ بار اپنا
لعاب منہ میں ڈالا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ سات بار پورے کیوں نہیں فرماتے۔
آپ نے فرمایا واسطے اوکے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ
وچہرہ غائب ہو گئے۔ بعد حضرت نے وہ وہ معارف اور حقایق حضرت الہیہ اور
حضرت آدم علیہ السلام اور باقی حضرات امینائے کرام خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بیان فرمائے کہ سامعین مخیر اور بیہوش ہو گئے اور وہ کلام پاک اُنکا جن جن
مقربین کے خیال میں رہا۔ انہوں نے لکھ لیا۔ اور اپنے اصحاب احباب کے سامنے
بیان کیا چنانچہ علی بن یوسف نے جو بیت الاسرار میں نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ کلام یا
ترجمہ اسکا لکھا جاوے تو سامعین کو طاقت سمجھ کی نہیں ہے عالم لوگ جن کو خدا
تعالیٰ نے ذوق کامل عطا فرمایا ہے دے خود بھت الاسرار کو مطالعہ کر کے حظ وافر
اٹھاتے ہیں بچہ عوام کو سمجھا نہیں سکتے۔ پس اُس کلام پاک اس رسالہ میں لکھنا کچھ
مغیبہ معلوم نہیں ہوتا (حکایت) عبداللہ بن احمد بغدادی کہتا ہے کہ میری بیٹی فاطمہؑ
جوبلی کی چھت پر چڑھی تو کوئی دیوار اسکو اٹھالے گیا۔ اور میں نے حضرت شیخ کی خدمت
میں جا کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس رات میں کنج کی خرابی میں فلاں ٹیلے کے پاس بیٹھو
اور زمین پر ایک دائرہ خط کا کھینچو۔ اور گرد اپنے کھینچے ہوئے پر پڑو باسم اللہ علی نبیہ
عبدالغادر پس جب رات اندھیری ہو جاوے گی تو کوئی طائفے جتوں کے مختلف جہتوں
پر تیرے پاس سے گزریں گے سوال کی صورت سے خوف مت کھانا۔ سحر کے وقت

جنات کا بادشاہ بڑی فرخ میں تیرک پاس آویگا۔ اور تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا سو
تو کہہ دینا کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے تجھ کو تیر لطیف بھیجا ہے۔ اور اپنی بیٹی کا حال
اُس کے سامنے بیان کرنا سو میں بوجب فرمان حضرت کے وہاں گیا ویسا ہی کیا۔
سو ڈرائی صورتیں میرے پاس گذرتی تھیں۔ اور میرے دایرہ کے اندر کوئی نہیں آتا
تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا۔ اور اُس کی اردل میں بہت فوجیں
جنات کی تھیں۔ دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اے آدمی تیری کیا حاجت ہے
میں کہہا حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے وہ جھٹ گھوڑے سے
اُتر کر زمین چومنے لگا۔ اور دایرہ کے باہر بیٹھا۔ اور اُس کی فرج بھی چٹی۔ اور بولا اب
اپنا حال کہو میں نے اپنی بیٹی کا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا۔ اُس نے اپنی فرج سے
دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے سب نے لاعلمی بیان کی۔ پھر بعد ایک ساعت کے
ایک دیو اُس کے پاس لائے۔ اور وہ لڑکی اُس کے ساتھ تھی۔ اُسکو چین کے شیاطین سے
کہتے تھے۔ بادشاہ نے اُسکو کہا تو کس سبب رکاب قطب کے نیچے سے اُسکو اڑا لیا اور
بولا میری دل لگی تھی اور اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے اُس دیو کی گردن مارنے کا
حکم دیا۔ اور میری بیٹی میرے حوالہ کر دی۔ میں نے کہا جیسا کہ بادشاہ حکم شیخ عبدالقادر
قدس سرہ کا بجالایا ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ اُن بیشک حضرت اپنے مقام
سے ہمارے سرکشوں کو زمین کے کنارے میں دیکھتے ہیں تو وہ اُن کی سبقت اپنے
اپنے مساکن کو بھاگ جاتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ جب قطب کو قائم کرتا ہے تو اُسکو
جنات و آدمیوں پر تصرف دیتا ہے (حکایت) ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ میری زوجہ کو مرگی بہت آتی ہے۔ اور غربت والے اُس کے حال

میں تھک رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ سرکش وادی سرندپ کے سرکشوں سے
ہے نام اُسکا غاس ہے جب تیری زوجہ کو مرگی آوے تو اُس کے کان میں کہو۔ اے
خائس شیخ عبدالقادر بغداد والے کا حکم ہے کہ تو پھر مت آئے۔ اگر تو پھر آوے گا۔
تو ہلاک ہو دیگا۔ وہ شخص چلا گیا۔ دس سال کے بعد آیا تو لوگوں نے اُس سے دریافت
کیا بولا کہ میں نے بوجب فرمودہ حضرت شیخ کے کیا سوا اب تک مرگی اُسکو نہیں آئی۔
اور بعض روسائے صناعت غربت کے کہتے ہیں کہ بغداد شریف میں بحالت حیات
حضرت شیخ قدس سرہ چالیس برس رہا۔ اس عرصہ میں وہاں مرگی کسی کو نہیں پڑی۔ جب
حضرت کی وفات ہوئی تو مرگی پڑنے لگی۔ اور پڑانے پندرہ ماہ کے پلے کے کان میں کہا
نے حسب حکم حضرت شیخ قدس سرہ کہا۔ اے ام لیم (نام بیمار کا ہے) حضرت شیخ
فرماتے ہیں نکل جا۔ اور طہ کو جاوہ دور ہو گیا۔ (کلمات الشیخ قدس سرہ) انھوں نے
فی طریقہ تعلیمہ اہل الذیچۃ (یعنی تہا ہونا تیر خدا کی طلب کے اہل نشان
صحیح بخت کا ہے۔ اور دل کی آنکھ سے غیر خدا کی التفات کرنی علامت دوری کی ہے)
تیرا بولنا بغیر ذکر اللہ کے زنگ ہے دل کے آئینہ پر جو کوئی مشغول ہو اساتذہ غیر اللہ کے
اُس نے وصل کی علامت نہیں چکی۔ جو کوئی ایک لمحہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف مائل
ہوا۔ وہ جناب رحمت کے قریب نہیں ہوا۔ راہ کے تین رکن ہیں۔ حق و صدق و عدل
عدل جو ارجح پر اور حق مقبول پر اور صدق مقبول پر جو خدا کو ساتھ حقیقت صدق دل
کے طلب کر گیا۔ صدق اُس کے دل میں آئینہ بناد لگا جس سے عجاظ دنیا و آخرت کے
دیکھیں گے۔ حفظ قوانین حیات سرمدیہ بہتر ہے۔ حفظ قوانین حیات فانیہ سے وحدت
بہیم فکر کا ہے کثرت فکر علامت ہے حضور قاسم کی۔ اور حضور قاسم کی مع اللہ تعالیٰ

علامت توفیق کی ہے اور حصول توفیق ہر بہرے حضرت قدس کا مشتبہ کی کہانی سے
منبع طاعت کی صفائی نکد رہو جاتی ہے۔ اقامت وظایف خدمت اعراف من کتاب
ہے۔ اعراض خدا کا اسے غلام طبل کی طرح نہ ہو کہ موسم بیچ میں اپنی آواز کی حاشق ہو کہ
اپنے غموں کے ساتھ ترجیع کرتی ہے۔ اور اپنی خوش آوازی پر وقت گزاری ہے۔ انکی
آواز سے سوائے شکایت بھوری کے کچھ نہیں چل ہوتا۔ لیکن تو باز کی طرح ہو کہ بلبلوں
کے آواز کی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور لغات ہوائف کی لذت پر خوشی نہیں کرتا ہے۔
حکایت عبداللطیف خادم حضرت شیخ کا کہتا ہے کہ حضرت شیخ پر ایک وقت اڑنا
سودینار قرضہ ہو گیا تھا۔ ایک شخص حکموں میں نہیں جانتا تھا۔ حضرت کے پاس بلا اون چلا آیا
اور بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اور کچھ سونا حضرت کے سامنے نکال رکھا اور کہا یہ دینا
دین ہے۔ پس چلا گیا۔ حضرت شیخ نے بچہ کو حکم کیا ہے کہ ہر ایک مقدار کا حق پہنچا دو۔
اور فرمایا کہ فیض عراف قدر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مراد قدر کیا ہے۔ فرمایا کہ
فرشتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو دیون اولیاؤں کے پاس بھیجتا ہے اور یہ ان کا دین ادا
کرتا ہے اور یہی عبد اللطیف کہتا ہے۔ کہ ایک دن حضرت کلام کر رہے تھے کہ ہوا
میں چند قدم تشریف لے گئے۔ اور فرمایا اسرائیلی قہقہہ واسمع کلام محمدی۔ یعنی
اے اسرائیلی تم کو کلام محمدی کا سن۔ پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے۔ کسی نے عرض کیا
کہ یہ کیا معاملہ تھا فرمایا کہ ابو العباس حضرت علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے جلدی گذرا
تو میں اس کی طرف گیا اور کچھ تم نے سنا وہ میں نے کہا۔ وہ ٹھہر گیا۔ حکایت عدی
بن مسافر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ قدس سرہ کلام فرما رہے تھے کہ مینہ بہنے لگا۔
مجلس کے بعض لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔

میں جمع کرتا ہوں اور تو پرانہ کرتا ہے۔ مینہ مجلس سے تھم گیا خارج از مجلس رہتا
تھا اور مجلس پر ایک بوہنسی نہڑتی تھی۔ ایک دفعہ دریا بدلتھیا فی میں آگیا حتی کہ
بعد از شریف عرق ہونے لگا۔ لوگ حضرت شیخ قدس سرہ کے حضور میں کمرستیش
ہوئے۔ حضرت نے عصا مبارک لیا۔ اور دریا کے کنارے کی طرف آئے اور پانی
کے کنارہ پر عصا گاڑ دیا اور فرمایا یہاں تک رہی وقت سے پانی گھٹ گیا۔
حکایت ابو بکر بن احمد بن محمد کہتا ہے کہ شیخ حاد نے یہ بات میرے سامنے بیان کی تھی
کہ میں ایک دن اپنے خراس سے نکل کر راستہ میں تھا کہ مینہ آگیا میں نے کہا یہ بات
معتبر نے معتبر سے مجھے سنائی ہے۔ پارب انکی حرمت کے سبب مینہ تمام لے
مینہ تھم گیا۔ حتی کہ میں اپنے گھر پہنچا۔ جب گھر پہنچ گیا۔ تو بارش شروع ہوئی دکھارہ۔
یا علیؑ علیہ السلام با الصلوة فی الصلوة۔ اے لڑکے صدق اور صفاء کو لازم کر
پڑا اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی بشر اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوتا۔ اے غلام اگر تیرے
دل کے پتھر کو عصائے موسیٰ اخلاص کا مارا جائے تو اس سے جتنے حکمت کے جاری
ہونگے اخلاص کے پروں کے ساتھ ظلمت فتن کہاں سے اڑتا ہے۔ نور قدس کے
میدان میں جاتا ہے۔ روضہ مقصد صدق کے زیر سایہ بعد طیلان کے اڑتا ہے۔
اور فرمایا کہ عارف لوگ ندیم مجلس بادشاہ کے ہیں۔ اور ذوق علاوت شہد لاکا
تمی صبر ملا کو دور کرتا ہے۔ اے غلام عبود حقول غول۔ نے دنیا کی طرف نہیں التفات
کیا اور جو طبعی کلی دنیا نے انکو قریب نہیں دیا۔ بلکہ نے قول مجبور کا جو قول دنیا سے ہو سچ گئے
انما الحیات الدنیا لعب ولھن حیات فی دنیا کی کل ہے یا غلام۔ لڑکے کے جانتے شیطان
دو نہیں داخل ہوتا ہے۔ اور منافق شہوات سے سینوں کی طرف گزرتا ہے۔ عجب دنیا کے فرشتے

نفوس میں بغض آخرت کا بوتا ہو سونو شی جو اس کو ک غفلت کی خواب سے بیدار ہوا اور اسکے حال کا
 چشمہ صاف ہوا اور قُرب بولی کا طالب ہوا اور ضروریات پر کویطوف کل بھاگا اور قبل از عاصیہ
 سے ایسا سیکھ لیا کہ نفوس سحر کے چکارے حکایت شیخ تقیابن بطون نے کہا۔ پیر مرد و معہ ایک جوان کے
 حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اسکے واسطے دعا کرو۔ پیر ایشاہ ہے
 اور حالانکہ مینا اُس کا بہن تھا بلکہ سرپرست غیر صلح پر تھا۔ سو حضرت شیخ نے غضبناک
 ہو کر فرمایا کہ اب تمہاری حالت میرے ساتھ اس درجہ کو پہنچی ہے اتنا فرنا کہ جو میں میں
 داخل ہوں۔ پس اُسی وقت سے اطراف اُفتاد میں آگ لگی۔ جب ایک مکان میں
 پہنچتے تھے تو دوسرے مکان کو آگ لگ جاتی تھی۔ اور میں نے دیکھا ایک بلا ابتداء
 پُش بادل کے اُتر رہی ہے بسبب غضب حضرت شیخ قدس سرہ کے۔ سو میں دوڑ
 کر حضور کی خدمت میں گیا دیکھا کہ حضرت غضبناک بیٹھے ہیں۔ میں بھی ایک کنارہ میں
 بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا۔ یا سیدتی فی الزحیم الخلق لیفہ اے میرے سردار
 لوگوں پر رحمت فرماؤ۔ لوگ ہلاک ہو گئے۔ آخر حضرت کا غضب فرو ہوا۔ سو میں نے
 دیکھا کہ بلا ہٹ گئی اور آگ ساری بجھ گئی۔ حکایت عمر زباز کہتے ہیں کہ جبہ کے روز
 میں حضرت شیخ کے ساتھ جامع مسجد میں گیا۔ دیکھا کہ کسی نے حضرت کو سلام نہیں کیا
 میں نے دل میں کہا تعجب ہے کہ ہم ہر جمیعہ کو جامع مسجد میں آتے ہیں اور از وہام لوگوں
 کے سبب شیخ گناہ رسائی نہیں ہوتی تھی۔ بظہرہ ہنوز تمام نہیں ہوا کہ حضرت شیخ نے
 مہری طرہ تبسم فرما کر انکاء کی اور لوگ سلام کے واسطے دوڑے۔ حتی کہ میرے اور
 حضرت شیخ کے درمیان حائل ہو گئے میں نے اپنے جی میں کہا وہی حال اس سے اچھا
 تھا۔ حضرت نے تبسم فرما کر میری طرف التناث فرمایا۔ اور کہا یا عمر تم نے وہ ارادہ

کیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ غلوب لوگوں کے میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگرچہ ہوں تو انکو اپنے سے پیہر دوں۔ اگرچہ ہوں تو اپنی طبعت متوجہ کروں رکھتا ہوں (اول موعظہ) دل میں ستارہ حکمت کا چمکتا ہے۔ پھر چاند عظم کا پھر آفتاب معرفت کا یہ سب حرکت کی روشنی سے دنیا کو دیکھتا ہے شمس معرفت کی روشنی سے مولے کو دیکھتا ہے۔ نفس مطمئنہ، پھر یہ قلب سلیم سر صافی شمس مقام نفس کا باب اللہ میں ہے۔ مقارن قلب کا دربار میں مقام سر کا مفعول میں سرقائم ہے حضور میں حق بھانہ تعالیٰ کے وہ قلب کو تعین کرتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو تلقین کرتا ہے اور نفس مطمئنہ زبان پر ملا کرتا ہے۔ اور زبان خلقت کو سناتی ہے وجود نفس مطمئنہ مقام تہمت کا ہے وجود قلب مقام شہ کا ہے۔ اور بروقت صفائے سر کے عجائبات نظر آتے ہیں جو تک تو ساتھ نفس کے ہے اگر کوئی چیز لیتا ہے تو حرام کہتا ہے اور جب تک قلب متہمت کے ساتھ ہے تب سبکہ کہتا ہے اور جب سر صاف ہو تو غلال طلق کہتا ہے۔ رضا بالتقوا سبب قرار کا اور باعث ہے دخول قلب کا دار الفضل میں۔ یا ہذا اجماعہ العبد یقین قیامہ انصار اذ رب العالمین صدیقوں کے سینہ میں نجوم کے طہر میں اور شمس معارف کے ان انوار کے ساتھ فرشتوں میں روشنی ہوتی ہے۔ حکایت شیخ ابو العباس احمد بن علی مصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین قدس سرہ سے سنا ہے فرماتے تھے جو کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے قیامت کے روز اس سے عذاب سخت کیا جاوے گا۔ ایک جوان بغداد میں آیا تھا۔ اور علی مصری سے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں اپنے باپ کو دیکھا اس نے فرمایا کہ یہ ہے۔ کہ مجھ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اور مجھ سے کہا کہ حضرت شیخ محی الدین

جا کر میرے واسطے دعا کا سوال کر سو حضرت شیخ نے فرمایا کیا وہ ہمارے مدرسہ کے پاس سے گزرا تھا کہا ہاں۔ پس حضرت خاموش ہو گئے۔ پس وہ جوان دوسرے روز صبح کے وقت خدمت میں آیا اور کہا کہ آج رات باپ کو خوش دیکھا ہے۔ اور لباس سبز اوڑھے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ ہر بکثرت حضرت شیخ کے خدایا مجھ سے دور ہو۔ اور لباس جو نو دیکھتا ہے پہنایا گیا ہوں۔ پس تو اے فرزند خدمت میں حضرت کی رہا کر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے رشتہ مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے پاس سے گزرا تو میرا مذاںب اس سے خفیہ کر دوں گا۔ اور علی صرصری کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اس وقت حضرت کے سامنے ذکر تھا کہ قبر باب النج میں ایک کتہ کئی دن سے دفن کیا گیا ہے اور اس کی قبر سے آواز چلانے کی آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا اس نے مجھ سے خرقرہ پتا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کبھی ہماری مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ بولے معلوم نہیں فرمایا کیا میرا کھانا کھا یا ہے بولے معلوم نہیں فرمایا میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا فقیر دارالایق خسارت کے ہوتا ہے اور ایک ساعت سر مبارک نیچے ڈالا بہت اور وقار سے آپ بڑے ذوی رعب معلوم ہوئے۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اس نے آپکا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ اور اس کے ساتھ نیک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے سب سے افسوس فرمایا۔ سو اس کے بعد ہی آواز قبر سے نہ سنی گئی حکایت شیخ صالح ابو حفص عمر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں کیا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء اور ان کی امتیں موصفت کی طرف تارہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے ایک دو آدمی ہیں پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ امت ان کی بہت ہے جیسے رات کی گھٹا۔ اور ان میں مشائخ ہیں۔ اور ہر شیخ کے ہمراہ اپنی دوست

ہیں شمار اور لوازم متناہوت ہیں۔ اتنے میں ایک مرد مشائخ میں سے آیا ہمارا ان کے بہت خلوت ہے سب زیادہ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہیں بولے یہ شیخ عبدالعزیز ہیں اور اصحاب ان کے۔ میں نے لگے بڑھ کر عرض کیا کہ مشائخ میں آپ کے بڑھ کر حسن ہیں کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ ان کے تابعین میں آپ کے تابعین سے زیادہ حسن والا ہے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا

إِذَا كَانَ مَنَاسِدَهُ فِي عَيْنِهِ	عَلَاهَا وَإِنْ مَنَاقِ الْجَنَاقِ حَافَهَا
وَمَا اخْتَبَنَتْ إِلَّا وَأَصْبَحَ مَشِيئَهَا	وَمَا اخْتَلَتْ إِلَّا وَكَانَ فَتَاهَا
وَمَا خُصِرَتْ بِالْأَبْنِ قَيْنِ خِيَلَنَا	فَأَصْبَحَ مَا وَلى الطَّارِقِينَ سَوَاهَا

یعنی جب ہو کسی قبیلے میں ہمارا سردار تو سب سے عالی ہوگا۔ اگر طاق میں رہی ہوگا ہو جائے تو اس سے چوڑا ہوگا۔ اور نہیں امتحان لیا اس قبیلہ میں مگر ہمارا سردار اس کا مطلب ہوا اور نہیں فخر کیا اس قبیلہ نے مگر ہمارا سردار جوان مرد رہا اور ہمارے خیمے مقام ابرقین میں۔ (ابرقین مدینہ شریف کے پاس بنی جعفر کا چشمہ ہے) لگائے گئے کہ رات کے گئے والے مسافروں کا انکانا ان کے سوا ہووے۔ اور حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے بھائی حسین علاج لغزش کھا گیا۔ اس کے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اس کا ہاتھ پکڑتا۔ اگر اس زمانہ میں ہوتا تو اس کا ہاتھ پکڑتا۔ اور ہر دوستوں اور مریدوں اور محبتوں میں سے جب کا گھوڑا لغزش کھائے قیامت تک میں اور اس کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں حکایت بشر قرقطی نے کہا کہ نیشاپور کے رستہ میں چوداں شتر لشکر کے لہے ہوئے تھے ایک جگل ڈرانے میں اترے جہاں بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مائے کھڑا نہیں رہتا تھا۔ ازل شب میں کیں

کیا۔ سو چار شتر بار دار گم گئے۔ اور قافلہ چلا گیا۔ اور میں اونٹوں کی تلاش میں قافلہ
 سے جدا ہو گیا۔ اور ساری رات ڈھونڈتے رہے۔ پتا نہ لگا جب صبح پھوٹی
 مجھ کو حضرت شیخ کا قول یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تو کسی سختی میں پڑے تو مجھ کو
 پکارنا وہ سختی تجھ سے دور ہو جاوے گی۔ پس میں نے پکارا یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چلے
 گئے۔ یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چلے گئے۔ پھر میں نے مطلع فجر کی طرف اتفاقاً
 کیا تو صبح کی روشنی میں ایک شیش ٹیلے پر نظر آیا۔ سفید لباس میں تین تین سے مجھ کو نشانہ
 کرنا ہے کہ تعالٰی تعالٰی یعنی وہ بڑا دہرا ہے جس میں میں نے پڑھا تو کوئی آدمی نظر
 نہ آیا۔ پھر دیکھا تو چاروں شتر ٹیلے کے پاس وادی میں بیٹھے ہیں۔ ان کو پکڑ لیا اور
 قافلہ کو جانے۔ یہ قصہ عبداللہ حبائی نے لکھا ہے اور ابوالاعلیٰ نے کہا کہ یہ حکایت
 ابوالحسن علی جناز کے سامنے میں نے بیان کی سو اس نے کہا میں نے ابوالقاسم عزرا
 سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ قدس سرہ سے سنا فرماتے تھے جو شخص
 کسی کربت میں میرے ساتھ ہوتا ہے تو وہ کربت اس سے دور ہو جاتی ہے۔
 اور جو شخص کسی شدت میں میرا نام لیکر پکارے وہ شدت اس سے کھل جاتی ہے
 اور جو شخص اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ کو وسیلہ بناوے تو وہ حاجت
 اس کی روایک جاتی ہے اور جو شخص دور رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں بعد
 فاتحہ کے سورۃ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے۔ پھر وہ شریف سلام حضرت صلعم بھیجے
 اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور نام میرا زبان پر لاوے۔
 اور حاجت اپنی یاد کرے تو اللہ تعالیٰ کے اون سے وہ حاجت اسکی روایک جاتی ہے۔
 (مفضل) اسامی مبارکہ اساتذہ حضرت شیخ قدس سرہ ابوالقاسم علی بن عقیل ابوالقاسم

محفوظ بن احمد کلورانی۔ ابوالحسن محمد بن القاضی ابن علی۔ ابوسعید مبارک بن علی
 مخزومی۔ یہ اساتذہ مذہب اور فقہ کا در فروع اور اصول کے ہیں۔ اور حدیث
 شریف کے مشائخ کثیر ہیں۔ ابوالغالب محمد بن حسن باقلانی۔ ابوسعید محمد بن عبدالحکیم
 بن خنیش۔ ابوالغلام محمد بن علی بن یونس رسی اور ابوبکر احمد بن مظفر بن سوسن شمار
 اور ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج۔ اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی
 اور ابوعثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن طہ صہبانی۔ ابوالغالب عبدالقادر بن محمد
 بن عبدالقادر۔ اور ابوطاہر عبد الرحمن بن احمد بن عبدالقادر۔ اور ابوالبرکات حبشہ نش
 بن مبارک بن موسیٰ سقطی۔ و ابوالعزیز محمد ابن مختار ہاشمی۔ اور ابوالنصر محمد و ابوالغالب
 و ابوعبد اللہ یحییٰ۔ ابنا و امام ابی علی حسن بن بنا۔ و ابوالحسن بن مبارک بن عبدالحیاء
 صیرفی معروف۔ بابن طہوری۔ و ابومنور عبد الرحمن بن ابی غالب قرظہ۔ و ابوالبرکات
 طلحہ بن احمد عاتولی و غیر ہم۔ یہ سب حضرت شیخ صاحب کے استاذ حدیث کے تھے۔
 استاذ علم ادب۔ ابوزکریا بن علی تبریزی مشائخ صحبت ابوالخیر حاد بن مسلم و اس نے
 علم طریقت کا اور علم ادب لیا۔ اور خرقہ شریفہ قاضی ابی سعید مبارک مخزومی سے
 لیا۔ انکی تعریف میں علماء نے یہ القاب لکھے ہیں۔ ذوالبیانین و اللسانین یعنی عربی
 فارسی میں وعظ فرماتے والے اور کریم الجہین الطریقین یعنی حسنی حسینی اور صالحین
 و السلطانین یعنی شریعت و طریقت والے اور امام الفرقین و الطریقین اور ذی السجین
 و المناجین اور تانہ آپ کے مشائخ جم غفیر ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ اور اسامی
 مفصل ان کے بہجت الاسرار میں ہیں حکایت اکثر مشائخ نے بیان کیا کہ حضرت شیخ
 کے حضور میں عرض کیا گیا کہ فلاں مرید آپکا کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو بہت مروت کرتا ہوں

حضرت نے اسکو طرہایا اور دریافت فرمایا کہ تو ایسا کہتا ہے۔ اُس نے عرض کیا ہاں مجھ
 ہے۔ حضرت نے اسکو جھڑکی فرمائی۔ اور اُس بات سے منع فرمایا اور اس سے عہد کیا
 کہ پھر ایسا نہ کہہ گا پھر کسی نے عرض کیا کہ شخص چٹا تھا یا جھوٹا فرمایا کہ وہ تہا ہے۔ بشتباہ
 میں پڑا ہوا ہو اُسکے دل کی آنکھ نے نور جہاں دیکھا۔ اور چشم سر کی طرف ایک سوراخ کھل
 گیا تو اُس کی چشم نے چشم دل نور شہود کو متصل شعاع دیکھا۔ پس گمان کیا کہ چشم سر اُس
 نور کو دیکھ رہی ہے۔ جس کو چشم دل دیکھتی ہے۔ اور اُسکی بصر نے بصیرت کے ساتھ دیکھا
 ہے فقط اور یہ نہیں جانتا۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ - صَرَّحَ الْبَحْثُ فِي الْبَيِّنَاتِ
 بَيِّنَاتُهَا بِسُورَةِ الْاَنْعَامِ اَنَّ طَيْسَةَ اللَّهِ تَعَالَى نے دو دریا چھوڑ دیئے۔ اس حال میں کہ
 ملے ہیں۔ دریاں اُنکے پر وہ ہے اُس سے نہیں گزرتے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی شیت کے
 ساتھ اپنے الطاف کے ہاتھوں پر نور جہاں جہاں کے قلوب عباد کی طرف پہنچا ہے
 سو یہ قلوب اُن انوار سے وہ اندازت پاتے ہیں جیسے مضمون صورتوں سے اور اس میں کچھ ضرر
 نہیں اور اس سے پرے روئے کبریا ہے جس کا چاک ہونا ناممکن ہے۔ اور ہر راستہ
 کسی کو نہیں ہے۔ یہ بات مشائخ علماء و حاضریں سن کر آپ کے حسن فصاحت سے ہوش
 ہو گئے اور کوئی جاہل چاک کر کے جگل کی طرف عیاں چلا گیا حکایت ابو نعیم سے
 بن حضرت شیخ ذفر فرماتے کہ میں نے والد ماجد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے
 تھے کہ ایک دفعہ میں اپنی سیاحت کے دنوں میں جنگل کی طرف گیا۔ کئی دن ہوئے
 کہ بانی نہ ملا پس سخت لگی۔ ایک ٹکڑا بادل کا آیا چھیر سایہ کیا اور اُس سے کچھ ظرورت
 کے مشابہہ برسا میں اس سے سیراب ہو گیا۔ پھر ایک نور دیکھا جس سے کنارے آسمان
 روشن ہو گئے۔ اور ایک صورت نمودار ہوئی اور اُس سے آواز آئی یا عبد القادر

اَنَادَبَكَ فَقَدْ حَلَلْتَ لَكَ الْغُرَبَاتِ یعنی اے عبد القادر میں تیرا بے بن
 اور تیری خاطر محرمات کو حلال کر دیا۔ میں بولا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
 الرَّجِيمِ دور ہوا سے بعین۔ پس یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور اندھیر ہو گیا۔
 اور وہ صورت و خان بن گئی۔ پھر مجھ سے خطاب کیا اور کہا کہ اے عبد القادر
 تجھے اپنے علم کے سبب مجھ سے نجات پائی بحکم ربیت اور بسبب تقاہت تیرے
 کے اپنے مقامات میں اور میں نے اس صورت کے ساتھ شراہل طریق کو گمراہ
 کیا ہے۔ پس میں نے کہا مفضل اور منت میرے رب کے واسطے ہے کسی نے
 عرض کیا کہ آپ نے کیا جانا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا اس کے قول سے جب بولا
 کہ تیری خاطر محرمات میں نے حلال کر دیئے (فائدہ) حضرت سے سوال کیا گیا
 کہ موارد الہیہ اور توار و شیطانیہ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا امور دہلی طلبتے نہیں آتا
 اور نہ کسی سبب سے جاتا ہے اور ایک طریقہ پر نہیں آتا۔ اور نہ وقت خاص میں آتا
 ہے اور توار و شیطانی بر خلاف اسکے ہوتا ہے۔ سوال مجت کیا ہے۔ فرمایا
 تشویش از طرف محبوب دل میں پڑتی ہے تو دنیا اسکو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا
 حلقہ خاتم یا مجمع ماقم۔ اور جب مستی ہے جسکے ساتھ اخلاق نہیں اور نہ کر پے کہ شستا
 نہیں۔ اور فلق ہے جسکو سکون نہیں۔ اور سر او علانیہ خالص مجرب کا ہو جانا اور
 اضطراب و اختیار ترک کر دینا یا رادت طبیعت نہ تکلف۔ اور محبت نام ہے گی
 کا از غیر برائے غیرت محبوب۔ اور علمی از محبوب از سبب محبوب محبوب لوگ مست
 ہیں بلکہ سوائے مشاہدہ محبوب کے ہوش نہیں آتا۔ اور مرئیں ہیں کہ سوا ملاحظہ مطلوب
 کے شفا نہیں پاتے۔ اور نتیجہ میں کہ سوائے مولیٰ کے کسی کے ساتھ اُنس نہیں کرتے

اور بغیر ذکر مولے کے نہیں بولتے۔ اُسکے بلانیوالے کے بغیر جواب نہیں دیتے۔
 سوال از توحید۔ فرمایا وہ ایک اشارہ ہے از بار بسوئے اخفاء و سرسریت۔
 وقت ورود حضور کے۔ اور مجاوزت قلب کی ہے منتہی مقامات افکار سے۔
 اور ارتفاع اسکا اعلیٰ درجات وصال پر ہو کر تئزل اسرار تعظیم جانا بسوئے تقرب
 بر قدم تجرید۔ و بسوئے تدانی بسیجی تغیر۔ مع قناء الکونین۔ و تطلل المکین من غلظ الغلین
 اور حاصل کرنا نورین کا اور فناء عالمین کا معان انوار بروق کشف سے بغیر غیریت
 سابقہ کے۔ سوال از تغیر۔ فرمایا وہ اشارت ہے از مرق و بسوئے فروج کہ کونین سے
 تنہا ہو جاوے۔ اور ملکین سے جدا۔ اور وصف وجود ذات سے عریان ہو کر قطر
 وادوات اکہیا ہووے کہ اُسکے سر پر کیا نازل ہوتا ہے سوال از تجرید فرمایا
 مجر و کرنا سر کا از تدبیر ثبات سکون از طلب محبوب اور عریان ہو جانا لیا س طمانیت
 بر مفارقت محبوب اور رجوع از خلق بسوئے حق یہ ہے جوہ سوال از معرفت۔ فرمایا
 انوار بر معانی معانی مکنونات بر شواہد حق و جمیع موجودات۔ اس طور
 پر کہ ہر شے سے معانی و وحدانیت کے لامع ہوں۔ اور فناء ہر فانی میں علم حقیقت
 کا سامم ہو۔ بایں ہمہ چشم دل کی نگاہ بسوئے حق ہو۔ سوال از حقیقت الحق
 کہ حسین بن منصور طلاج نے کہا ہے اور نیز از طلب سبحانی ما اعظم شائی کہ او پر یہ
 لبطائی نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نظیر نہیں دیکھتا کہ جس کے سامنے یہ راز فاش کروں
 اور نہ کوئی امین ہے کہ جس کی خاطر یہ راز فاش کروں۔ سوال از ہمت۔ فرمایا
 کہ نفس انسان کا از غلب دنیا و روح اوسس کا از تعلق عقبہ و دل اسکا از ارادت
 خالی ہو جاوے اور بجائے اُسکے ارادت مولیٰ آجاوے اور سر اسکا از خلق کون جدا

ہو جاوے۔ اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو۔ سوال فرمایا کہ حقیقت وہ ہے کہ جہاں خدا کا
 سنانی نہیں۔ اور نہ کوئی اسکا سنانی ہے۔ کل اخلا و دماں باقی ہیں۔ اور اُس کے
 مقابل حلا سنانی باطل میں۔ سوال از اعلیٰ درجات ذکر فرمایا دل میں اشارت حق
 کا اثر معلوم کرنا بشرط بقائے عنایت سابقہ میں تسبیح غفلت کچھ نقصان نہیں کرتی
 اسوقت خاموشی دم لینا اور چلنا سب ذکر میں۔ یہی ذکر کثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ اور جن الذکر وہ ہے کہ جب کو وادوات ملک جبار کے
 جوش میں لادیں۔ اور محل امر میں پوشیدہ ہو جاوے سوال از شوق۔ فرمایا کہ
 احسن الاشواق وہ ہے کہ از مشاہدہ ہوا قباے سے متور نہیں پاتا۔ اور رویت پسکوں
 نہیں ہوتا۔ اور انس سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ جبر قدر بقا زیادہ ہو یہی زیادہ ہوتا کہ
 اور یہ شوق صحیح تب ہی ہوتا ہے کہ جب اپنے علوم سے بھر دہو جاوے۔ اور بوقت
 روح رستالیت بہت و خطر نفس علیہ میں شوق ان ہیاب سے مجر ہوتا ہے۔ سوال
 از توکل۔ فرمایا رشتہ تعالیٰ بحق تعالیٰ اور حیر کو بھول کر از اسواسے غمی ہو جانا غمی کنی
 حشمت کا دور ہونا۔ اور چشم معرفت غیر مقہ درایت کو لا حقد کرے۔ و فروج از غول
 قوت خود سکون بر لب الارباب۔ سوال از ایانیت۔ جواب انانیت طلب مجاوزت
 از مقامات اور نہ کرنا از وقوف بر درجات و ترقی کرنی برا علی مکنونات اتماد بہت
 بر صدر مجالس حضرت پھر رجوع از کل بسوئے حق۔ ایضا رجوع از حق ہو۔ بے حق حذرا
 و ہوشیاری سے اور از بغیر حق بسوئے حق رعبا و از بلہ تعلقات رہنا سوال از فرق
 مابین ان حسیں کے اور اناطلیس کے کہ قابل اول ہی سبب کہنے سے قریب ہوا۔ اور
 قابل ثانی مردود ہوا۔ اسکا باعث کیا ہے۔ جواب ملا ج۔ نے اناسے اپنے فناء کا

فصد کیا کرو باقی رہے۔ اسکو مجلس سال میں پہنچایا گیا۔ اور خلعت بقا اسکو عطا ہوا۔ اور اربعیس نے فصد اپنے بقا کا کیا۔ اس کی ولایت سلب ہوئی۔ اور درجہ سبب ہووا اور لعنت بلند۔ سوال از توبہ۔ جواب توبہ حق کی یہ ہے کہ رجوع حق تعالیٰ کا بسو عنایت سابقہ قدمی اپنی کے جو نسبت مند کی سختی۔ جب یہ نظر ہوتی ہے تو دل نہ کا ہر محبت فاسدہ سے منحرف ہو کر تہذیب لبوسے حق ہو جاتا ہے۔ روح عقل تاج و مہر افق اس کے ہو جاتے ہیں۔ اور توبہ صحیح ہو جاتی ہے۔ سوال انا خلاص۔ جواب حقیقت اخلاص کی ارتقا ہر امت از طلب عوض۔ سوال از دنیا۔ جواب دنیا کو دل سے طریت ماتہ کے نکال سوئچ کو ایذا دیوگی۔ سوال از تقویٰ۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ اپنے طلب کو مراد حق جانے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیوے۔ دنیا اس کی خدمت کرے اور اسکو دنیا میں قبل از آخرت مطلوب چل ہو یہی اسپر رب کا سلام ہے۔ سوال از فرق ما بین تضرع و تکیہ۔ جواب تضرع وہ ہے کہ اللہ کے واسطے اور راہ خدا میں ہو۔ اسکا فائدہ رام کرنا نفس کا ہے۔ اور ارتقا ہر امت لبوسے اللہ تعالیٰ اور تکیہ وہ ہے کہ نفس کے واسطے اور ہوا انسانی کے راہ میں فائدہ اسکا پہچان طبع کا۔ کبر طبی کبرکت ہے پہل ہے۔ سوال از شکر۔ جواب شکر اس نعمت نعم کا نام ہے کہ بر و خضوع و مشاہدہ منت و حفظ حرمت براہ معرفت و عجز بر شکر ہو۔ اور شکر زبان کا اقرار و نیت با وصف عاجزی ہے۔ اور شکر عمل ارکان خدمت گزاری باوقار ہے۔ شکر قلبی قیام و آرام ہے کہ بریاط شہود و باہ و منت حفظ حرمت ہو۔ شاکر وہ ہے کہ موجود پر شکر کرے۔ اور شکر وہ ہے کہ مفقود پر شکر کرے۔ تاکہ وہ ہے کہ منع کو عطا دیکھے۔ اور ضرر کو نفع سمجھے۔ اور دونوں وصف اسکے نزدیک برابر ہیں۔ سوال از

وجہ تقدم ذکر عبادہ بر ذکر حق تعالیٰ در قول عزوجل قَدْ أَكَلْتُ كَمْ دَارِ بَاعَث تقدم محبت حق تعالیٰ بر محبت عبادہ۔ در قول عزوجل كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ لِقَابِ جَوَابِ ذکر مقام طلب کسب کا ہے۔ اور طلب مقدم عطا کا ہے۔ لہذا ذکر عبادہ مقدم قرابہ اور محبت تھمہ آئینہ ہے محسن قدر ہے۔ بندہ کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اور اسکا وجود بندہ میں صحیح نہیں جو تا جب تک کہ جانب عیب سے بروست مشیت ظاہر نہ ہووے۔ عہد ماقط الکسب سے مفقود التبت لبہنا محبت حق تعالیٰ کے ہماری محبت پر مقدم ہوئی۔ سوال از صبر۔ جواب و قوف مع الباء و اثبات مع اللہ تعالیٰ اور قبول کرنا احکام بار تعالیٰ کو بخوشی اور کشادہ دل رہنا برا حکام کتاب اللہ و سنت رسول اللہ وسلم صبر امتثال امر و انتہای نہی کا نام ہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ سکون باوقار زیر حکم قضاء و اطعمار معذات و تضرع ہو۔ اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ میلان بدوئے وعدہ کے ہو۔ دنیا سے آخرت کی طریت جانا سون پر سہل ہے۔ اور شاکت کو چھوڑ کر خدا کی طریت جانا شہید ہے۔ اور نفس سے اللہ کی طریت جانا شہید ہے۔ اور صبر مع اللہ تعالیٰ شہد ہے فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے فقیر صابر و شاکر سے افضل ہے۔ بلکہ جو کچھ پہچانتی ہے اوسکو طلب کرتی ہے سوال از خیر خلق جواب جفا سے خلق بعد مطاعہ حق بندہ میں اثر نہ کرے۔ اپنے نفس کو اور اپنی فضاہت کو اچھی طرح سخت جانا۔ اور خلقت کو بلحاظ ایمان و حکمت جو انہیں دو لیت ہو بڑا جانا۔ افضل مراتب عہد ہو اور اوسکے ساتھ مردوں کے جو ہر ظاہر ہوتے ہیں۔ سوال از صدق جواب صدق در قول موافقت ضمیر مع القول کا نام ہے۔ اور صدق در اعمال قامت اعمال کا اس طرح پر کہ حق تعالیٰ دیکھتا ہے اور بندہ خود نہ دیکھے۔ زور صدق در احوال یہ کہ

خاطر حق کو قائم کر کے سلوک کرے کہ مطالعہ رقیب منازعت فقید اور کسی صفائی کو ملے۔
 نہ کرے سوال از رضاء۔ جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ سرولی کو بادی نفعی دیکھے کہ خیال کل عالم
 کا اس سے دور ہو جاوے سوال از رضاء۔ جواب بقاء بلا لقاء نہیں ہوتا۔ اور لقاء ملے
 بصر کے یا اقرب اس سے ہوتا ہے۔ اور علامت اہل بقاء کی یہ ہے کہ اس وصف میں
 اس کے ساتھ کوئی شے فانی نہ ہووے۔ سوال از رضاء۔ جواب رعایت حقوق اللہ تعالیٰ
 کی حرمت میں کہ روئے نظر کے ساتھ اوان کو مطالعہ نہ کرے۔ و محافظت حدود اللہ قولاً و فعلاً
 و مسامحت لبوسے رضاء اللہ کلا سیراً و چہرۃً سوال از رضاء۔ جواب زال التزوید و اتفاق
 مع سابقہ ازلی و نزول قضاء کی طرف دل نہ پھیرنا یعنی ملوفاق قضاء کے ہے سوال از
 ارادات جواب تکرار فکر و دل بجا وہ حرص اوس چیز کے جس کا ذکر آیا ہو۔ سوال از عنایت
 جواب عنایت ازلیہ صفت اللہ کی ہے وہ کسی کے لئے ظاہر نہیں کی گئی۔ وہاں تک
 رسائی بوسیہ نہیں ہوتی۔ اور کسی طرح اوس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ وہ ستر ہے اللہ
 تعالیٰ کا اسی کے ساتھ ہے کوئی اس پر مطلع نہیں ہوتا۔ عنایت سابقہ کیا سطرے سے
 چاہا اہلین کر دیا۔ اور عنایت پر اہلیت و معرفت رکھی ہے۔ پھر رویت اختیار خلقت کو
 جو باعطاء بر رویت اختیار رکھی۔ پھر رویت عطا پر توفیق رکھی۔ پھر رویت کو توفیق قبول
 رکھا۔ پھر رویت قبول پر ثواب رکھا۔ اور علامت اوس کی کہ حیر عنایت ازلی ہر اس رو
 سائے جس قیہ ہے۔ یعنی ہر حرکت و کام سے روک کر اختیار لئے لینا پھر ہر بار توفیق میں
 مجبوس کر کے بزنجیر حرمت فقید کر دینا۔ سو وہ اللہ ہی کے پاس مقید رہتا ہے سوال
 از وجہ۔ جواب مشغول ہونا روح کا ساتھ حلاوت ذکر ہے کہ اور مشغول ہونا نفس کا ساتھ
 غمش ہے۔ اور باقی رہنا سر کا فاعل از اسوی۔ ہونا محکبہ۔ انہ حق کے خالی از قریب

جواب دیگر۔ و جد شراب ہے کہ موالی اپنے ولی کو نیکر است پر پلا ہے تو اور کا دل تیرا
 انس طیران کر کے یا عن قدس میں پہنچا ہے۔ پھر سبب کے مریاؤں میں گر کر پیش ہوا
 ہے (فائدہ) خوف چند اقام ہے۔ خوف بڑے گنگاراں۔ بہت عباد کو۔ رعشیت علماء
 کو و جد مجنون بہت عارفوں کو۔ گنگاروں کو خوف عذاب ہے۔ اور عباد کو فوات اب
 عبادات سے۔ اور علماء کو شرک خفی سے در مطالعات اور محض کو فوات بقاء سے اور عارفوں کو
 بہت و تعظیم سے۔ یہ سخت خوف ہے کہیں دور نہیں ہوتا۔ یہ سبب اقام خوف کے
 سکون پذیر ہو سکتے ہیں۔ جب رحمت و لطافت کے ساتھ بندہ کو قریب کر دیوے۔
 سوال از رجا۔ جواب رجا اولیاء اللہ حسن ظن مع اللہ کا نام ہے۔ اور حسن ظن
 مع اللہ معرفت صحیحہ صفا کا نام ہے جو بندہ پر اللہ سے فائزین ہوئے ہیں اور خیر حسن ظن۔
 تعلیق بہت بر سابقہ نظر عنایت کا نام ہے۔ نیز نظر قلب بسوئے رب باطلع فواد و بلا تمام لغزش
 روح ہر۔ رجا سے عوام تب ہوتی ہر کہ جب اکثر اسباب تیار ہو جاویں۔ اور جب اکثر اسباب جن ہو
 تو طبع ہر ضمنی بجا۔ اور رجا بلا خوف امن ہوتا ہر۔ اور خوف بلا رجا۔ قیوط ہے یعنی (ناوکی)
 سوال از علم یقین۔ جواب جمع کرنا خیر اور معرفت کو دلیل سے سوال از موافقت۔ جواب
 دل قضاء کہی کے ساتھ موافقت کر کے بلا عجز بشریت کے۔ سوال از دعاء۔ جواب دعاء
 تین درجہ پر ہے ایک تصریح دوم تقریر سوم اشارت تصریح قول صلی علیہ السلام رب ادینی
 انظر الیک تقریر قول نبی صلی علیہ وسلم کا لا تکلکنا الی انفسنا طرختہ شیخ ابو اشار
 قول بہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رب ادینی کیف تخی المؤمنی اشارت کے ہیں مذہب رویت کی۔
 سوال از حیاء۔ جواب حیاء ہر کہ بندہ اللہ کے اور حق اللہ کا ادا کرے۔ اور اللہ کی طرف
 ساتھ عمل بالاتیق شان الہی کے متوجہ ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اوس چیز کی تنہا کرے۔

جس کا اپنے آپ کو سختی نہیں جانتا۔ اور عاصی کو جیاد ترک کرے نہ خوفاً۔ اور عطا
کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو تفسیر وار جانے۔ اور حق تعالیٰ کو اپنے دل پر مسلط
جانے اور جیاد کرے۔ اور گاہے گاہے جیاد اوس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب جیاد
دل بیت کا نہ رہے۔ سوال از مشاہدہ۔ جواب کوئین سے اندھا ہو جانا۔ اذیم
دل اور مطالعہ کرنا بچشم معرفت بغیر توہم استراک طمع و تصور و تکلف و بغیر طلب
ادراک۔ اور نیز یہ کہ اطلاع طلب کی بصفاء یقین اوس عجیب چیز کی اللہ تعالیٰ نے
جزی ہے۔ سوال از قرب۔ جواب طے مساوات بطن دانائے۔ سوال از سک۔ جواب
جوش دل بروقت مہارندہ کرنے و کھجوب کے۔ اور خوف اضطراب قلب از سطوات
محبوب۔ اور یقین نام ہے تحقیق کرینکا اسرار کو ساتھ احکام معنیات کے اور وصل اتصال
محبوب اور انقطاع از ماسوی کا نام ہے۔ اور انبساط و دور کرنا اشتیاق کا بروقت سوال
اور غیبت در ذکر یہ کہ بندہ بروقت ذکر اپنے نفس کو دیکھے۔ اور حق سے غائب ہو دی۔ اور
غیبت حرام ہے۔ اور ترک احترام بروقت مشاہدہ حرام ہے۔ اور غیبت محبت کے ساتھ غیر مقصود
ہے۔ پس جب ارادت قوی ہو۔ اور ذکر اوس کے ساتھ متصل ہو جاوے۔ اور مراد کی
طلب شدید ہو جاوے۔ تو محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مراد قلب پرستولی
و مشاطہ ہو جاوے اور ارادت غیر محبوب کا ساقط ہو جاوے تو اس حالت کا
نام محبت خالص ہے۔ پس جب بندہ حق کا ذکر کرے تو وہ محبت ہے۔ اور جب حق
بندہ کو یاد کرے۔ اور بندہ سے توبہ محبوب ہے۔ اور خلق حجاب سے نفس سے اور
نفس حجاب سے حق سے۔ بندہ جبک خلق کو دیکھتا ہے تو نفس نظر نہیں آتا۔ اور جب
نفس کو دیکھتا ہے تو رب نظر نہیں آتا۔ اور فقر موت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ

اوس میں جیتے رہیں۔ اور قال کی پیروی عام لوگ کرتے ہیں۔ اور حال کی خاص اور
جب حق تعالیٰ بندہ کے ساتھ انبساط کرتا ہے تو بندہ منبسط ہو جاتا ہے۔ اور رخصت غریب
ہو جاتی ہے۔ اور غریبیت میں رہی ہے۔ اور رخصت ناقص الایمان کے واسطے ہے۔
غریبیت کامل الایمان کے واسطے۔ حکایت حضرت شیخ قدس سرہ کے پیش قادی نے
پڑھا الملك الذي يرضى كج كس کے لئے ملک ہے تو حضرت الیساہہ ہو کر اشارہ فرما کر
فرماتے ہیں من يقول الملك لي يرضى كون كذا ہے کہ ملک میرا ہے۔ و سب لوگ حضرت
کی متابعت میں الیساہہ تھے جب حضرت نے یہ لفظ بار بار فرمایا تو شیخ احمد و ابان جو بڑا
صالح تھا بولا کہ میں کہتا ہوں الملك لي يرضى كذا کیلئے ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ راضی میرا ہے اور
جیسا اوس کا کوئی نہیں۔ پس حضرت نے اوس کو سخت جھڑکا اور فرمایا احسن کتاب اوس کا ہوا
تھا کہ وہ تیرا ہوتا تو نے کب دیکھا ہے بلاؤ کو کہ تیری جی کے پاس آتی ہو۔ اور تو نے اسکی
خاطر سر نیچے ڈال دیا ہو۔ سو تو دور ہو جا پس شیخ احمد جامہ چاک کر کے بیابان کو چلا گیا۔ اور
حضرت شیخ نے جو رتبہ تقبیل کا پایا سب کچھ بوسطہ اپنی جدا مجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
بوجہ اتمہ اکمل حاصل کیا۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے مناقب میں بڑے بڑے علماء و اولیاء
کتابیں لکھ گئے ہیں اوس کی تفصیل کی رسالہ میں گنجائش نہیں مغلہ اونکے امام بافی اور
مجد الدین صاحب قلمس اور علامہ تطلانی اور موسیٰ نوینی ہیں اور میں اولیاء اللہ جن کے مناقب
اور انقاب کتاب بہت الاسرار میں درج ہیں سب مدح حضرت شیخ کہیں مغلہ اون کے شیخ
قصبہ البان ہو گئی تھی جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور میں حضرت شیخ
شیخ عدی بن مسافر کے ساتھ بیجا م لانا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ بہتر کسان
میں سے ہیں اور قدوة السالکین امام الصوفیین عہد الحارثین وہ درخشاں ہیں۔ عرض

جو کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اپنے اعتقاد کو ظاہر کیا ہے لیکن اصل حقیقت حضرت شیخ کو معلوم تھی اور جو کیفیت اپنی ذات مبارک پر وارد تھی۔ دوسرے کو معلوم نہیں جو یہاں اس حقیقت کا جو حضرت نے فرمایا وہی بجا اور صحیح ہے اور حضرت کے قصاید عربی میں ہیں جسے فضیلت کا اظہار ہے اغوش پر ثابت ہے قصیدہ اور یہ ایک مشہور ہے اس کے مطالعہ کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس کی فضیلت سب سے زیادہ ہر بات کا صحابہ کبار ائمہ کرام انہما

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلَا وَاٰیٰتِہٖ اَلَا کَلَّا اَلَا طَیِّبٌ
 مگر میرے لئے اُمیں طلالہ زید شیرین ہے
 اَلَا وَمَنْ لِّیْ اَعْلٰی وَاَقْدَبُ
 مگر میرا نہ بہت عزت والا وقت لا ہے
 فَحَلَّتْ مَنَازِلُہَا وَطَاکَبَ الْمُشْرِکُ
 وہ شیرین ہو گئی جسے افکے اور پاک ہو گیا گناہ
 لَا یَحْتَدِیْ فِیْمَا اَلَلَّیْبُ فِیْ حَطَبُ
 جس بزرگی کی طرف دانہ راہ نہیں پاتا کہ
 رَبِّبَ الزَّکَاٰنِ وَکَاٰیٰی مَا یَنْصَبُ
 گردش زمانہ سے اور میں نے کیا اس کو جو ہے
 عَلَیْہِ وَبِکَلِّ جَبِیْنٍ مَّوْکَبُ
 بلند اور ہر لشکر میں محل سواری ہو جسکو
 ساقی الفسلفہ مہل مَسْتَعْدِبُ
 نہیں عشق میں کوئی چشمہ شیریں
 اَوْ فِی الْوَحْشِ کَاَنَّهُ مَحْضُوعٌ
 یا وہاں میں کوئی مرتبہ خاص نہیں
 وَهَبَتْ لِیْ اَلَا یَاکُمُ دَوْنُ مَحْضُوعٍ
 وہ عطا کر دیں کہ وہ دیکھو تو میں غافل
 بَخْشِیْہِ مَجْکُودُوْنَ نَہْ رَوْنِیْ اَوْ فِی الْوَحْشِ
 و غنڈ و تھکھل بیا لکل کر قیہ
 اور ہو گیا میں مطلوب ہر ایک بزرگی کا
 اَنَا مِّنْ رِّجَالِ کَا یُخَافُ جَبَلٌ یُّسْمَعُ
 میں اوں مردوں میں ہوں کہ اولا بخیر نہیں
 قَوْمٌ لَّہُمْ مَرَاتِلٌ مَّکَلٌ جَبَلٌ رُّسَبَہُ
 وہ قوم ہیں ان کے واسطے ہر بزرگی میں تیرہ

اور اس کا مطلب ہے
 اولیٰ کا بیخ بنی

اَنَا بَلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَاؤُ وَحَمَا
 میں بلبل خوشیوں کا ہوں بہر تابوں اوس کے
 اَصْحٰی جِوْشِ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیَّتِیْ
 ہو گئے سب کے عشق کے ارادہ کرتے ہیں
 اَصْحٰی لَا اَمْلَا وَلَا اُمْلِیَّتَہُ
 ہو گیا میں نہ کوئی امید ہے اور نہ آرزو ہے
 مَا زِلْتُ اَرْزَعُ فِیْ مِیَادِیْنِ الرَّحْمٰی
 ہمیشہ میں پھر تازہ چراغ رضا کے میدانوں میں
 اَصْحٰی الزَّکَاٰنِ تَحْلَہُ مَرْقُومَہُ
 ہو گیا زمانہ شل دوسری چادر نقش کے
 اَخْلَکْتُ نَمُوْسَ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمِیْسَہُ
 غروب ہو گئی آفتاب پہلے لوگوں کے اور آفتاب

کہ جس کی مجھے انتظار ہو اور نہ وعدہ جگہ میں
 حَتّٰی اَبْلُغْتَ مَکَانَہُ لَا تُقْوِیْ
 یہاں تک کہ میں پہنچا یہ تیرے کہ نہیں کشتا جانا
 تَنْ هُوَ وَتَحْنُ لَہُ اَلَا لَہُ اَزْمَلُہُ
 چک رہی ہی اور ہم اوس کا نقش میں سنہری
 اَمَّا عَلَیْکَ اَلَا لَہُ اَلَا لَہُ اَلَا لَہُ
 ہشتیہ کہ ان طبعی پر ہر طرف نہیں کر گیا

میں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت قطب ابدی میں اور اب بھی متصرف باذن اللہ تعالیٰ
 اور معنی باز شہب کے نزدیک صوفیہ کرام کے یہ ہیں کہ ول اپنے احوال میں مکن ہو اور طور ارق
 و واردات کا یہ رجاست اوسکو جو جنس دیویں بظاہر با خلق ہو اور بسر پر با حق صیوت
 اوسکی روشن ہو اور بہت اوسکی بلند اور وہ مدکار خالقین کا ہو اور حافظ عارفین کا۔
 کتاب فتح المؤمنین میں خدا جو حضرت شیخ کے مناقب میں ہے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے
 فرمایا کہ میں غراب میں دیکھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ کے گود میں ہوں اور زید بن جہنم نے
 دیکھا کہ میں غراب میں دیکھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ کے گود میں ہوں اور زید بن جہنم نے

ملاحظہ فرمائیے کہ اس میں جو کچھ مذکور ہے وہ سب کچھ حقیقی ہے اور نہ تو اس میں کوئی شک و شبہ ہے نہ کوئی گمان ہے۔

اور فرمایا ہے عاقلانہ یہ ہمارا والد ہے بالتحقیق اور اول جس نے حضرت کو بازو شہب کا لقب دیا ہے شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۔

تفسیر دوسرا

كُفِّ بَحْمَانِي تَسْبَعًا وَلَذَيْنِ مَائِي طَوَانِ كَرِيرٍ يَكْرَسَاتٍ يَدَاوِرُ نَهَاءَ لَمِيرٍ عَدِي
 اَنَا مَسْرُكٌ لَاسْمِ لِدَرْزِي سَبْعِي
 میں راز و مخا راز میں راز و راز میں سے
 اَنَا لَشَمْرُ لَعُومٍ وَاللَّعْنُ لَشَمْعِي
 میں زنگی سارے لعلوں میں اور درون شعلہ
 اَنَا لِي مَحْمَدِي نَرِي الْعَرْشِ حَقًّا
 میں اپنی مجلس میں یہ ہاں کہ تو مجھے عرش کی تخت
 قَالَتْ اَلَا تَوَدُّنَا جَمِيعًا بَعْنِمِ
 کہا سارے ولیوں نے تجھے غم سے
 قُلْتُ كَفُّوا لَهْ اَسْمَعُوا لِقِي قَوْلِي
 میں نے کہا تھرو میرے سوچے بات میری
 كُلُّ قُطْبٍ لَطُوفٌ بِالْبَيْتِ تَسْبَعًا
 ہر قطب طوائف کرنا ہے بیت اللہ کا سات گنم
 كَشَفُ الْجَبِّ وَالشُّوَرِ الْعَبِي
 کھلنا پردوں کا واسطے آنحضرت کے
 وَتَحْسَى دَلِيلِي وَرَدِي كُلَّ عَامٍ
 اور اللہ ہو گھر بار سے دل سے زیارت میرے سال
 اَلْعَبِي دَرْزِي لِي سَبْعِي مُدَا مَتِي
 مرا کہ میرا صحن ہو اور انبساط مرا شہاب ہے
 اَنَا شَمْعُ النُّورِ وَكُلُّ اِمَامٍ
 میں شہد و اکل خلقت کا ہوں اور کل امام کا
 وَجَمِيعُ الْاَكْلَادِ فِيهِ قِيَامٌ
 اور سارے فرشتہ کو اوس میں ایستادہ
 اَنْتَ قُطْبٌ عَلَيَّ جَمِيعُ الْاَنَامِ
 کہ آپ قطب ہو ساری خلقت پر
 اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِي وَخَلَا مِي
 قطب میرا خادم و غلام ہی ہے
 وَاَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِجَمِيَا مِي
 اور میں بیت اللہ میں طوائف کرتا ہوں شیخ محمد
 وَدَعَا لِي الْخَصَنُ فِيهِ وَمَقَامِي
 اور مجھ کو بلایا ہے واسطے حضور کے مقام کے

فَاخْتَرَتِ الشُّوَرُ جَمْعًا لِحَبِي
 پس چٹ گئے سارے پردے میری جھانک سے
 وَكَسَانِي بِنَاجٍ تَشْرِيفِ عَسِي
 اور پہنایا مجھ کو تاج تشریف عزت کا
 فَرَسُ الْعِزِّ مَحْتَجٌّ مَرَجَ جَوْدِي
 گھوڑا عزت کا تلے زیر میری گھوڑی کے
 وَاِذَا مَا جَدْتُ ثَقْوِي مَرَامِي
 اور جب میں کھیتا ہوں کمان اپنے ہلکے
 مَسَارِعُ الْاَرْضِ كَمَا مَحْتَجُّ حَكْمِي
 ساری زمیں مرا حکم کے تلے سے
 مَطْلَعُ الشَّمْسِ شَحْ اَقْبَلُ الْغُرُوبِ
 شرق اقبال اور نہایت مغرب
 اَمْرِي يَدِي ذَاكَ الْهَنَابُ دَوَامِ
 میرے ہر پردے میری ہر مبارک تہہ کی
 وَمَرِيدِي اِذَا دَعَا نِي جَدُّ بَرَقِ
 اور مرا مرید جب کہ میرے گھوڑے برق میں
 اُغْشَدُ لِي كَانُ فَتَقَ هَوَايَ
 اوس کی فریاد کو پہنچوں گا اگر سر پہ
 اَنَا فِي الْخَشْرِ شَارِعٌ يُلْهِمُ مَبْدِي
 میں تلواروں میں تھانک واسطے ہر غم کے

عِنْدَ عَرْشِ الْاِلَهِ كَانُ مَقَامِي
 نزدیکی عرش خدا تعالیٰ کے تمام مقام میرا
 وَطَرِ زَوْجًا حَسْبِي بَاخْتِنَامِ
 اور طراز و خلعت ختم اولادیت کا
 وَرِي كَانِي عَالِي دَعْدِي مَحَامِي
 اور رکاب میری بلند ہو اور میان مرحمت میرا
 كَانُ نَادَا الْجَدِّ مَسْمَعِي
 ہوتی ہے آتش و دھواں کی اوس سے تیزی
 وَهِيَ فِي قُبُصِي كُنْجُ اَحْمَامِ
 اور وہ مرو قبطہ میں ہے شل بچہ کو تر کے
 خَطُوتِي وَاقْلَمًا مَاهِتْمَامِ
 مرا ایک قدم ہے اور لہی کہ کہ ہے مائتہ
 عَاشِي عِيْنِي بِرَفْعَةٍ وَاسْتِزَامِ
 زندگی عزت اور بلند می اور درست کی
 اَوْ يَغْرِبُ اَوْ نَادِي بَحْرُ طَامِ
 یا مغرب میں یا تلے دریا بحر ہے ہر دو کے
 اَنَا سَيْفُ الْقَضَا كُلِّ خِصَامِ
 میں تلواروں میں تھانک واسطے ہر غم کے
 عِنْدَ دَرِي قَلَا بَيْسُ دَعْلَامِ
 میں تلواروں میں تھانک واسطے ہر غم کے

میں قیامت میں غارش کر نیوالا ہوں پر میری دعا
 اَنَا شَيْخٌ وَصَاحِبٌ وَوَسِيٌّ
 میری شیخ الاسلام ہوں اور قبول عند اللہ
 اَنَا عَبْدٌ لِقَادِرٍ طَابَ وَقِيَّتِي
 میں عبد القادر ہوں خوش ہوا وقت مرا
 فَعَلَيْهِ الصَّلَوةُ فِي كُلِّ وَقْتٍ
 پس ان پر صلوة ہو ہر وقت میں

اپنے رب کے پاس میری کلام روز کی جاوگی
 اَنَا قُطْبٌ وَقَدْ وَهَّ لِي لَنَا
 میں قطب ہوں اور پیشوا خلق کا
 جَدِّي الْمُصْطَفَى شَفِيعُ الْأَنَامِ
 جد میری مصطفیٰ صلعم میں شفاعت کنیئے خلق کے
 وَعَلَى اللَّهِ بِطَوْلِ الدَّوَامِ
 اور او کی آل پر ساتھ درازی دوام کے

ایضاً قصیدہ منہ قدس سرہ

سَقَانِي جَنَّتِي مِنْ شَرِّ آبٍ وَوَيْ الْجَدِّ
 میرے جینے غمگن پانی شرب بزرگی والو کی
 وَاجْلَسْنِي فِي قَابِ قَوْسَيْنِ وَسَيِّدِ
 اور بیٹھایا غمگن قلاب تو میں کے تمام یہاں میرے سردار
 حَضَرْتُ مَعَ الْأَقْطَابِ حَضْرَةُ الْقَاءِ
 میں حاضر ہوا ساتھ اقطاب کے دربار وید میں
 قَدْ شَرِبْتُ الْعَشَّاقِ الْإِبْقِيَّةِ
 بیش پیا عاشقوں نے مگر میرا جو ٹھکانا
 وَلَوْ شَرِبْتُ لَمْ أَقْدِرْ عَلَى شَرِّهِ وَمَعَابِدِ
 اگر شے پیتے وہ جو میں نے پیا اور دیکھتے

فَأَمْسَكَ فِي حَقِّهَا فَعَبْتُ عَلَى وَعَلَى
 سواو سے مجھ کو مست کر دیا تھا پر کس غلامی میں
 عَلَى الْمَنَابِرِ الْخَفِيفَةِ حَضْرَةُ الْجَنَانِ
 اور پر منبر تکلیف کے اندر دربار بزرگی کے
 فَغَبِطْتُ بِهِ عَقْلَهُ وَمَشَاهِدَهُ خَلْدِ
 سو میں غایت ہو گیا اوس کے ساتھ اوسے اور کھیا
 وَفَضَّلَهُ كَأَمَانٍ بِمَا شَرِبْتُ بَعْدَ
 اور پس مائدہ پیالوں کا اوس میں پیا میری
 مِنَ الْحَضَرَةِ لَعَلِّيَا شَرِبْتُ وَوَيْ
 دربار عالی ہو شرب دوستانوں کا

لَا مَسَافَا شَكَارِي قَبْلَ أَنْ يَنْفَرُوا
 البتہ ہو جاتے دست قبل از قریب ہونیکے
 اَنَا الْبَدْرُ فِي الدُّنْيَا وَغَيْرِي كَوَكَبٌ
 میں بدر ہوں دنیا میں دوسرے تارے ہیں
 وَبِحَرْحِطٍ يَا أَيُّهَا رِبَا سَسْ هَا
 اور دیر مرا محیط ہو سارے دریاؤں کو
 وَأَمْسَكَ لَمْ أَهْوَ لَكَ تَنْجِي فِي الدُّنْيَا
 اور میرے راز کے راز میں تارک انور میں
 فَإِنْ نَشِئْتَ أَنْ تَحْكُمَ الْبَعِزَ وَفَرَسَهُ
 پس اگر تو چاہو کہ عزت قریب سے پہرہ پاؤ

وَأَمْسُوا أَجَابًا مِنْ مَصَامِيهِ الْوَرْدِ
 اور ہو جاتے حیران از دوام الزرے سے
 وَكُلُّ فَنِي يَهْوِي قَدْ الْكَلْبُ عَبْدِي
 اور سارے جانور عاشق مرے غلام ہیں
 وَ عَلَى حَوِي مَكَانَ قَبِي وَوَا بَعْدُ
 اور علم مرا حاوی ہے اول و آخر کو
 كَرَجْرَسِي كَابِلُ الْفَقْرِ مِنْ عَلَائِلِ الْعَدْلِ
 گرجر سیکابل فقر میں علایل العادل
 جِيسَا كَرَفَقِ كَابِرُ فَرَشْتَةِ رَعْدٍ سَعْدٍ
 جیسا کہ افق کا برفرشتہ رعد سے چلتا ہے
 فَذَاوُمْ عَلَى الْحَيِّ وَحَافِظِ عَلَى الْعَدْلِ
 تو میری محبت پر دایم رہو اور میرے قول پر قائم

وصایا حضرت شیخ قدس سرہ

حضرت عبدالوہاب صنی امد غم نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے وصیت طلب کی
 فرمایا تقوی اللہ تعالیٰ کا کرنا اور کسی سے خوف نہ کرنا مگر اللہ تعالیٰ سے اور سوا اللہ تعالیٰ
 کے دوسرے سے امید نہ کرنی۔ اور کل حاجات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینی اور اوس سے
 طلب کرنی اور بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے لذت نہ پکڑنی اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی
 پر اعتماد نہ کرنا اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی طبری وصیت یہی تھی کہ یہ طریقہ ہمارا
 اس پر مبنی ہے۔ کتابا اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلامت صدر جمالت
 نفس و سخاوت دست کشادہ پیشانی و بدل مال کف اذی و عفو از لغزش سے برادران

انوار الایمان

اور نیز یہ ہے کہ حفظ حرمت مشائخ و سنی معاشرت پر برادرانِ رفعت خورد و بزرگ کو ذکر
 خصوصیات دنیاوی۔ مگر دینی چاہیے و نماز مستایار دینے اپنی حاجت ہوتے ہوئے دوسرے کو
 دینا، و دور رہنا کثرت اسواں سے و ترک محبت اوس سے جسکے طبقہ میں داخل ہنود۔
 و معاشرت امور کی دین دنیا میں اور نیز یہ کہ حقیقت فقر کی یہ ہے کہ اپنے مثل کی طرف
 محتاج ہونا اور حقیقت غنا کی یہ ہے کہ اپنے مثل سے غنی ہونا اور تصوف قیل قال
 سے نہیں بیا گیا لیکن تصوف گریہ کی اور ترک دنیا و قطع شہوات محبوبات۔ لیا لیا
 اور نیز یہ کہ تصوف مہنی ہے اٹھ نصال پر۔ سخاوت۔ رضا۔ صبر۔ انشانت۔ عزت۔
 لباس صوف۔ سیاحت۔ فقر۔ سخاوت۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کیو سٹے
 ہے جو چاہیں انبیائے کرام کے۔ اور رضا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام فرج اللہ کے
 واسطے ہے۔ اور صبر نبی الیوب علیہ السلام کے لئے۔ اور انشانت حضرت ذکر کیا
 علیہ السلام کے لئے۔ اور عزت حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے۔ اور لبس
 صوف حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے۔ اور سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 لئے۔ اور فقر میری جد امجد محمد مصطفیٰ خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے
 ہے۔ اور نیز یہ کہ یاد دل اغنیاء کی محبت میں غنی بنکر باعزت رہنا۔ اور فقر کی محبت
 میں فقیر بنکر رام رہنا اور اخلاص لازم کرنا اور اخلاص نام ہے اس وصف کا کہ
 خلق کو فراموش کر کے ہمیشہ خالق کو دیکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی شے میں
 متہم نہ کرے اور ہر حال میں اللہ کے ساتھ آرام پذیر ہو سکے اور دوستی کے عہد
 پر کسی بھائی کا حق تلف نہ کرنا اللہ تعالیٰ سے ہر سو پر جو کچھ میں کا حق فرمایا ہے
 اور خدمت فقر کی کرنا جو کوئی فقر اس کے ساتھ میں طبع میں کچھ کو وضع دین آویں

و سخاوت نفس تو خدا تعالیٰ اوسکو غرر رکھتا ہے۔ اور نیز فقر وہ ہے کہ اپنے اللہ تعالیٰ کے
 کسی چیز کے ساتھ مستغنی نہ ہو۔ اور صولت فقیروں پر مذہبوم ہے اور امیروں پر حاکم۔ یہی
 رضا و اولاد و مریدوں کو کافی ہیں۔ اسامی اولاد امجاد شیخ عبد الوہاب شیخ عبد الزراق
 شیخ عبد الغفر شیخ عبد الجبار شیخ عبد الغفور شیخ عبد الغنی شیخ صالح شیخ محمد شیخ موسیٰ شیخ
 عیسیٰ شیخ ابراہیم شیخ یحییٰ۔ یہ اصغر ہیں۔ اور کریم امیر الجبار علویہ قاطبہ قدس اللہ سرہ
 ابن بخارا پی تیار شیخ میں لکھتا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبد الزراق قدس اللہ سرہ سے سنا۔
 فرماتے تھے کہ اولاد حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی ۲۹ ہیں ۲۷ مرد اور باقی نساء۔
 ۹ سید بطین الدین کی فتح المبین میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایم
 فتنہ میں خلافت کو ترک کیا تو عوض اوسکے قطبیت کبریٰ اول میں اور ان کی اولاد میں
 قائم رکھی۔ اول قطب عظیم حضرت امام حسن ہیں۔ اور واسطہ حضرت عوث ال عظیم قدس سرہ
 اور خاتمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام۔ اور وسط میں شیخ عبد اللہ بن الباقع رحمۃ اللہ علیہ
 کہتے ہیں کہ چالیس برس حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہا۔ ہمیشہ عشاء کے بعد
 سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ مگر فتح المبین میں ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ نے فرمایا
 جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں ہنویں تیار و پرنہ بیٹھے۔ و خصلت خدا تعالیٰ کی و حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی و حضرت صدیق اکبر کی و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی۔
 و حضرت شاہ ولایت کی۔ و خصلت خدا کی یہ ہیں کہ ستارہ عقاب ہو دے۔ و حضرت
 صالح کی یہ ہیں کہ شفیق و رفق ہو سکے۔ اور و حضرت صدیق اکبر کی یہ ہیں کہ صادق
 ہو دے۔ اور و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ ہیں کہ نیکی کا کر کرنے والا اور بدی سے ہٹانے والا ہو۔
 اور و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ ہیں کہ طعام کھلاو سکے اور رات بھر سید اور ہے۔ اور و حضرت

شاہ ولایت کی یہیں کہ عالم و شجاع ہووے۔ اور حضرت نے ان اشعار میں مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے +

اِذَا الْمَكِيْنُ فِي السَّيْفِ خَمْسُ فَوَائِدٍ عَلَيْهِمْ بِأَحْكَامِ الشَّيْخِ نَبِيَّةٌ ظَاهِرَةٌ وَقَطْرُ الْمَنِيِّ رَادِبًا الْبَشِيرِ الْفَرِي فَدَا اللَّهُ هُوَ الشَّيْخُ الْمَكْمُومُ قَدَرُهُ بِهَذَا بَطْلَانِ الطَّرِيقِ وَنَفْسُهُ	وَلَا فَدَجَالٌ يَقْوَدُ إِلَى الْجَلِ وَنَجَتْ عَنْ عِلْمِ الْحَقِيقَةِ مَنْ أَصْلَ وَنُضْجُ فَلْيَسْكَبِينَ بِأَلْفِ قَوْلٍ الْفَضْلِ عَلَيْهِمْ بِأَحْكَامِ الْفَحْشَامِ مِنَ الْجَلِ مَهْدَبُهُ مِنْ قَبْلِ دَوْنِ كَلَمَةٍ
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

۲۲ فتح لبین سیاطیر الدین پر ہے کہ خضر جینی رحم کہتا ہے کہ تیرہ سال میں خدمت میں حضرت شیخ قدس سرہ کے رہا۔ گاہے آپ کو محاط و لباق ڈالتے یا کھانستے نہ دیکھا اور گاہے کبھی آپ کے بدن پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کسی امیر کے واسطے تعظیم کو ایستادہ ہوئے۔ اور نہ پادشاہ کے دربار میں گئے اور نہ کسی کے دسترخوان پر جا کر کھانا کھایا۔ سواٹے ایک بار سکے اور پادشاہوں کے وایروں کے فرش پر بیٹھا عقوبت مجاہد جاتے تھے۔ پادشاہ یا وزیر یا اور امیر کی آمد ہوتی تو پہلے سے آپ اندروں حجبہ تشریف لے لیتے۔ پس جب وہ آکر بیٹھا تو آپ برآمد ہوتے تاکہ او کو تعظیم نہ دیوں بلکہ جسے تعظیم کے واسطے ایستادہ ہو جاتے یہ بات بعض برائے عزت دین کی فرماتے تھے اور لوگوں سے کلام درشت فرماتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے تھے اور وہ آپ کے دست مبارک چومنے اور بوسے ادب سے بیٹھتے اور جب پادشاہ کو برقعہ کھنتے تو یہ کہتے کہ عبدالقادر گھو اس بات کا حکم کرتے ہیں۔ اور حکم

اور لگا پتھر نافذ ہے اور اطاعت اولن کی تجھے واجب ہے۔ اور وہ تیرے پیشوا ہیں۔ اور پتھر محبت میں۔ جب پادشاہ آپ کے رقبہ پر واقف ہوتا تو چومتا اور کہتا کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ نے سچ فرمایا۔ اور حضرت کی خاموشی کلام سے زیادہ تھی۔ اور کلام آپ کا جواب خطرات تبلی کا ہوتا تھا۔ حاضرین کو زبانی سوال کی حاجت نہ پڑتی۔ اور سواٹے یوم جمعہ کے برائے نماز جمعہ جامع مسجد بار باط کی طرف تشریف لیا ویں۔ اپنے در سے کچھ باہر مہم نہ رکھتے تھے۔ اور آپ فرماتے کہ اگر ساری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو گر سنو نہ کھلا دیتا۔ اور فرماتے کہ قدرت میرے میں نقبہ ہے۔ نہرا اشرفی آوے تو میں ایک رات اپنے گھر میں رہنے دیتا۔ اور ابو الحسن قریشی رحم نے کہا کہ حضرت نے ملکوت اکبر کو اپنی جلاوت میں کہا تھا اگر ملک اعظم کو تخت قدس کر دیتا تھا۔ ۲۳ میں عبدالرزیم شمسیرا را وہ سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہ کا بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کا حال دیکھ کر میرا ہوش قائم نہ رہا۔ جب بغداد سے ام عینیہ کو گیا۔ اور اپنے خالو سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مثل قوت حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کے اور جس حال میں اور جہاں وہ پہنچے ہیں دوسرے کی طاقت کہاں ہے۔ اور ۲۴ میں شیخ قدس اللہ سرہ سے سوال ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کچھ لیا۔ فرمایا علم و ادب۔ اور بیعت الامراء میں ہے کہ ایک دفعہ دروغ مضربے امتحان امی خدمت میں موٹا سے سرستہ لائے آپ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کرسی سے اترے اور ایک پٹارہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ انہیں لڑکا خوش قد و قامت صحیح و سالم ہے۔ جب پٹارہ کھولا تو دیکھا ہی تھا اوس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ بیٹا ہو وہ بیٹا رہ گیا۔ اور سواطت برناست کی نہی تھی۔ دوسرے پٹارہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس لڑکا اپنا بیچ ہے جسکے ہاتھ دپاؤں سب سے ہیں اوس کو

کہہ لاتو ویسا ہی لڑکا اوسیں تھا۔ اوسکو فرمایا کہ دوڑ وہ لڑکے چنگا بھلا دوڑنے لگا۔ وہ
 روافض شریفہ ہو کر تائب ہوئے۔ اور اپنی عمدہ چھوٹی محصورہ کا اسم شریف عائشہ تھا۔
 کہتے ہیں کہ بارش کی ٹنگی سے لوگوں نے اونکے حضور میں عرض کی۔ آپ نے صحن خانہ کا چارہ
 دیا۔ اور فرمایا کہ بیٹے جھاڑو دیا کہ آپ پھڑکاؤ کرو۔ اتنے میں بارش بہت ہوئی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
رسالہ غوثیہ

الحمد لله كاشف الغم والصلوة على نبيه خير البرية أما بعد قال الغوث
 الاعظم المستقر عن غير الله المستأنس بالله قال لي الرب غوث
 الاعظم قلت لك يا رب الغوث قال كل طور بين الناسوت والمكوث
 في شريعة وكل طور بين المكوث والمكوث والمكوث في شريعة وكل
 طور بين الجبروت واللاهوت في حقيقة يا غوث الاعظم ما
 ظننت في شيء كظن مؤرقي في الانسان ثم سألت يا رب هل لك
 مكان قال يا غوث الاعظم انا مكنون المكنان وليس لي مكان
 سري الانسان ثم سألت يا رب هل لك اكل وشرب قال اكل
 الفقير شربة اكل وشرب ثم سألت يا رب من اي شيء خلقت
 الملائكة قال خلقت الملائكة من نور الانسان وخلق الانسان
 من نور في يا غوث الاعظم جعلت الانسان مطيع وجعلت سائر
 الاكوان مطيعه يا غوث الاعظم نعم الطالب انا فيهم ونفس

المطلوب الانسان ونعم الشاكي الانسان ونعم المتركوب له سائر الكون
 قال يا غوث الاعظم الانسان سري وانا سره لو عرف الانسان
 سرته عندئذ لقال في كل نفس من الاناس انا المليك لا ملك اليوم
 الا لي قال يا غوث الاعظم ما اكل الانسان طعاما وما شرب شرابا
 وما قام وما قعد وما فطق وما صمت وما فعل فضلا وما توجه لشي
 وما غاب عن شيء الا انا فبدمسكته ومحره قال لي يا غوث الاعظم
 جسيم الانسان وقلبه ونسجه وروحه وسمعته وبصره ولسانه ويدا
 ورجلاه كل ذلك اظهرت له بنفسه ليشي لا هو الا انا ولا انا غير
 قال يا غوث الاعظم اذ اذيت المعترق بنار الفقر والشكر بكنز العظمة
 فتقرب اليه فانه لا يحجب بي وبني وبني قال يا غوث الاعظم لا تاكل طعاما
 ولا تشرب شرابا ولا تنم نومة الا عندى بقلب حاضر وعين كاهن قال
 غوث الاعظم من منع من سفر الباطن اني بسفر الظاهر ولم يرد
 مني الا بعد في السفر الظاهر قال يا غوث الاعظم الا يحاذي حال الاعين
 بلسان المقال فمن امن به قبل وجود الحال فقد كفر ومن ادا
 العباد بحد الوصول فقد اشرى بالله قال يا غوث الاعظم من سجد
 سجادة الاذلي فطوبى له لم يكن محذولا ومن شفى بشفاؤه او ذل
 فويل له ولم يكن مقبولا بعد ذلك فط قال يا غوث الاعظم جعلت
 الله من والفاقة مطية الانسان فمن ركبها بلغ المنزل قبل ان يفتح
 المساف والبواقي قال يا غوث الاعظم لو علم الانسان ما كان له

نسخہ

بَعْدَ الْمَوْتِ مَا تَقْنِي الْحَيَاةُ فِي الدُّنْيَا يَقُولُ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ كُلُّ نَفْسٍ وَنَحْطُ
يَا رَبِّ أَمْسِيْ اَمْسِيْ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ حُجَّةُ الْخَلَائِقِ عِنْدِي يَوْمَ
الْقِيَامَةِ الصُّمُّ وَالْبُكْمُ وَالْعُمَى ثُمَّ التَّخَيُّرُ وَالْبُكَاءُ وَفِي الْقَبْرِ كُنْ اِلَيْكَ
قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ الْحَبَّةُ حُجَابٌ بَيْنَ الْحَيِّ وَالْمُتَوَبِّهِ قَاذَا فَنِي الْحَبَّةُ
عَنِ الْحَبَّةِ وَصَلَّ بِهَا الْمُتَوَبِّهِ قَالَ رَأَيْتُ الْاَرْوَاحَ كُلَّهَا تَبْتَغِيْ قُصُوفَ فِي
قَوْلِهِمْ بَعْدَ سَمَاعِ قَوْلِهِ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ رَأَيْتُ الرَّبَّ
تَعَالَى قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ مَّا كُنِيَ عَنِ الرُّوْبَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ هُوَ
الْمُتَوَبِّهِ يَعْلَمُ الرُّوْبَةَ وَمَنْ ظَنَّ اَنْ الرُّوْبَةَ عَنِ الْعِلْمِ هُوَ مَعْرُوفٌ
بِرُّوْبَةِ الرَّبِّ تَعَالَى قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مَنْ رَأَى اِسْتَقْنَى عَنِ السُّوَالِ
فِي كُلِّ حَالٍ وَمَنْ لَمْ يَرَفْلَا يَنْفَعُهُ السُّوَالُ هُوَ مُتَوَبِّهِ بِالْمَقَالِ قَالَ يَا
يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ وَلَيْسَ الْفَقِيرُ عِنْدِي مَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يَبْلُ الْفَقِيرُ
الَّذِي لَهُ امْرٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ اِنْ قَالَ لَشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ
اَلَا الْعَلَّةُ وَالْاَيْمَةُ فِي الْجَنَانِ اَمَّا هُوَ رُيَ فِيهَا وَلَا وَحْشَةً وَلَا مَحْرَقَةً
فِي النَّارِ بَعْدَ خَطَايَا اَهْلِهَا قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَنَا اَكْرَمُ مِنْ كُلِّ
كَرِيمٍ وَاَنَا اَرْحَمُ مِنْ كُلِّ رَحِيمٍ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ فَقُلْتُ لَيْتَكَ
يَا رَبِّ السُّرُشِ الْعَظِيمِ فَقَالَ يَا قُلْ يَا رَبِّ الْعَوْتُ الْكَرِيمُ الْمُرَحِّمُ
قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ نَعْمَ عِنْدِي اَلَا كُتُومُ الْعَوَامِ فِي فَقُلْتُ يَا رَبِّ
كَيْفَ اَنَا عِنْدَكَ قَالَ لِمُزِيْرٍ الْجَنَّةِ عَنِ الدُّنْيَا وَتُحْمُورِ النَّفْسِ عَنِ
الشَّهْوَاتِ وَتُحْمُورِ الْقَلْبِ عَنِ الْخَطَايَا وَتُحْمُورِ الرُّوْبِ عَنِ الْخَطَايَا

وَقَدْ اَدَاكَ فِي الدُّنْيَا قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ قُلْ لِمُتَوَبِّهِ
اَحْبَابِكَ مِنْ اَوْلَادِكُمْ مَحَبَّتِيْ عَلَيْهِ بِاَحْسَنِ الْفَقْرِ ثُمَّ فَقَرُ الْفَقْرُ ثُمَّ الْفَقْرُ
عَلَى الْفَقْرِ فَاِذَا كُنْتُمْ فَقْرًا فَهُمْ فَلَهِمْ اَلَا اَنَا قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ
طَوَّلِيْ لَكَ اِنْ كُنْتَ رَوْنًا عَلَى بَرٍّ يَبِيْ ثُمَّ طَوَّلِيْ لَكَ اِنْ كُنْتَ لِبَرٍّ يَبِيْ
عَفُوْا وَقَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ جَعَلْتُ فِي النَّفْسِ طَرِيقَ الزَّاهِدِيْنَ
وَجَعَلْتُ فِي الْقَلْبِ طَرِيقَ الْهَادِيْنَ وَجَعَلْتُ فِي الرُّوْحِ طَرِيقَ الْوَاقِعِيْنَ
وَجَعَلْتُ لِنَفْسِيْ مَحَلَّ الْاَسْرَادِ يَا غَوْثُ قُلْ لِمُتَوَبِّهِ اَعْتَمُوْا دَعُوْا
الْفَقْرَ اَعْلَمُ عِنْدِي وَاَنَا عِنْدَهُمْ يَا غَوْثُ اَنَا مَا وِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَ
مَسْكَنُهُ وَمَنْظَرُهُ وَاِلَى الْمَصِيْرِ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَا تَنْظُرْ اِلَى
الْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا تَرْكِبْ بِلَا وَاَسْطَهِ وَلَا تَنْظُرْ اِلَى النَّارِ وَمَا فِيهَا تَرْكِبْ بِلَا
وَاَسْطَهِ قَالَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُولُونَ بِالْجَنَّةِ وَاهْلُ
النَّارِ مَشْغُولُونَ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَتَعَوَّدُونَ عَنِ
النَّعِيمِ كَاَهْلِ النَّارِ يَتَعَوَّدُونَ عَنِ الْجَحِيْمِ يَا غَوْثُ مَنْ يَشْعَلُ سِوَايَ
كَانَ صَاحِبُهُ نَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا غَوْثُ اَهْلُ الْقُرْبَةِ يَسْتَعِيْنُونَ
عَنِ الْقُرْبِ كَاَهْلُ الْبُعْدِ يَسْتَعِيْنُونَ عَنِ الْبُعْدِ يَا غَوْثُ اِنْ لِيْ عِبَادًا
سِوَايَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا يَطْلُعُ عَلَيْهِ اَحْوَالُهُمْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا
وَلَا مِنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
وَلَا مَالٌ وَلَا رِزْقٌ وَمَا خَلَقْتُهُمْ لِلْجَنَّةِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلْشَّوَابِ وَلَا لِمَا
لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحَيَاةِ وَلَا لِلْمَوْتِ وَلَا لِلْغِلْمَانِ طَوَّلِيْ الْمَرْءَ اَمَّا بِهِمَا غَوْثُ

أَنْتَ مِنْهُمْ وَمَنْ عَدَا انْتَهُمْ فِي الدُّنْيَا أَنْ أَحْسَبَهُمْ مُخْتَرَفَةً مِنْ قِلَّةِ بَطْنٍ
وَقَلْبِهِمْ مُخْتَرَفَةً عَنْ أَهْلِ بَنِي إِسْرَافِيلَ وَكُلُّهُمْ مُخْتَرَفَةٌ عَنْ الْخَطِيئَاتِ وَ
أَرْوَاهُمْ مُخْتَرَفَةً عَنْ الْخَطِيئَاتِ وَهُمْ أَصْحَابُ الْفَقَاءِ الْمُخْتَرَفِينَ بِنُورِ الْفَقَاءِ
يَا غَوْثُ إِذَا بَاعَدَكَ الْخَطِيئَاتُ فِي يَوْمٍ مِنْ يَوْمِ الْحَرْبِ وَأَنْتَ بِهَا حَبَالُ الْمَاءِ
الْبَارِدِ وَلَيْسَ لَكَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ تَمْنَعُهُ فَأَنْتَ أَفْضَلُ الْأَحْلِيانِ
فَكَيْفَ أَمْنُهُمْ دَحْمِي وَأَنَا أَشْهَدُكَ عَلَى النَّفْسِ بِأَنِّي أَرْحَمُ النَّاسِ بِحَيٍّ يَا غَوْثُ
مَا بَعَدَ أَحَدٌ مِنَ الْمَعَاصِي وَمَا فَرَّبَ أَحَدٌ مِنَ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ لَوْ قَدَرْتُ
مَعِيَ أَحَدٌ لَكَانَ أَهْلُ الْمَعَاصِي لِأَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْهَجْرِ وَالنَّدَمِ يَا غَوْثُ لَوْ
صَبَحَ النَّوْرُ وَالْعُجْبُ الظُّلْمَةُ يَا غَوْثُ أَهْلُ الْمَعَاصِي مُجْبَوُونَ بِالْمَعَاصِي
وَأَهْلُ الطَّاعَاتِ مُجْبَوُونَ بِالطَّاعَاتِ وَزَادَ هُمْ قَوْمُ الْخُذُولِ
لَيْسَ لَهُمْ عَمَلٌ بِالْمَعَاصِي وَلَا هُمْ أَهْلُ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ بَشِّرِ الْمُنِيبِينَ بِأَفْضَلِ
وَالْمُجِبِّينَ بِأَكْثَرِ النِّعَمِ يَا غَوْثُ أَهْلُ الطَّاعَاتِ يَذْكُرُونَ النِّعَمَ
وَأَهْلُ الْعِصْيَانِ يَذْكُرُونَ الرَّحِيمَ يَا غَوْثُ أَنَا قَرِيبٌ فِي الْمَعَاصِي لِعَبْدٍ
مَا فَرَّعَ عَنِ الْمَعَاصِي وَأَنَا بَعِيدٌ عَنِ الطَّاعَاتِ إِذَا فَرَّعَ عَنِ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ
خَلَقْتُ السَّوَامَ فَلَمْ يَطِيقُوا النَّوَارَ قَالَ فَجَعَلْتُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ حُجَابَ الظُّلْمَةِ
خَلَقْتُ السَّوَامَ فَلَمْ يَطِيقُوا النَّوَارَ قَالَ فَجَعَلْتُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ حُجَابَ الظُّلْمَةِ
حِجَابًا يَا غَوْثُ قُلْ لَا تَهْتَابُكَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَصِلَ إِلَى أَفْضَلِهِ
أَخْرُجْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَخْرُجْ مِنْ عِبَادَةِ الدُّنْيَا قَصِلْ إِلَى الْآخِرَةِ وَأَخْرُجْ
عَنْ عَقَبَةِ الْآخِرَةِ قَصِلْ إِلَى يَا غَوْثُ أَخْرُجْ عَنْ الْأَجْسَامِ وَالنَّفْسِ

لَمْ أَخْرُجْ عَنِ الْقُلُوبِ إِلَّا دَوَاحٌ ثُمَّ أَخْرُجْ عَنِ الْأَمْرِ وَالْحُكْمِ قَصِلْ
إِلَى قُلَّتْ يَأْتِي أَيُّ صَلَاحٍ أَقْرَبَ إِلَيْكَ قَالَ الصَّلَاحُ الَّذِي لَيْسَ
فِيهِ إِسْوَاءٌ مِنَ النَّارِ وَالْجَنَّةِ وَصَاحِبُهَا غَايِبٌ عَنْهَا كَقُلَّتْ أَيُّ صَوْمٍ
أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ سِوَايَ وَصَاحِبُهُ غَايِبٌ
عَنْهُ ثُمَّ قُلَّتْ أَيُّ عَمَلٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ سِوَايَ
وَصَاحِبُهُ غَايِبٌ عَنْهُ ثُمَّ قُلَّتْ أَيُّ بَكَاءٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْبَكَاءُ
الَّذِي هِيَ كَيْفَ قُلَّتْ أَيُّ صِحْيَةٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ صِحْيَةُ الْبَاكِينَ قُلَّتْ
أَيُّ تَوْبَةٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ تَوْبَةُ الْمُعْصِيَيْنِ ثُمَّ قُلَّتْ أَيُّ عِصْمَةٍ
أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ عِصْمَةُ السَّائِرِينَ قَالَ يَا غَوْثُ لَيْسَ بِصَاحِبِ
الْعِلْمِ عِنْدِي مَبِيتٌ مَعَ الْعِلْمِ عِنْدَهُ إِلَّا بَعْدَ الْكَافِرِ لَئِنَّهُ لَوْ كُنْتُ
يُتْرَكُ الْعِلْمُ عِنْدَهُ وَصَارَ شَيْطَانًا قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُ الرَّبَّ تَعَالَى
فَسَأَلْتُ يَأْتِي مَا مَعْنَى الْعِشْقِ قَالَ يَا غَوْثُ عِشْقٌ لِي وَفِي قَلْبِكَ
عَنْ سِوَايَ يَا غَوْثُ إِذَا عَرَفْتَ ظَاهِرَ الْعِشْقِ فَفِيكَ بِالْغِنَاءِ عَنْ
الْعِشْقِ لِأَنَّ الْعِشْقَ حِجَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوقِ يَا غَوْثُ إِذَا
عَرَفْتَ التَّوْبَةَ فَفِيكَ بِإِخْرَاجِ هِمِّكَ عَنْ النَّفْسِ ثُمَّ بِإِخْرَاجِ خَطِيئَتِكَ
عَنِ الْقَلْبِ فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَصِلْ إِلَى الْآخِرَةِ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِينَ يَا
غَوْثُ إِنَّ تَذْخُلَ حَرَمِي فَلَا تَمُتْ إِلَى الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ وَلَا الْخَيْرِ وَتَذْخُلْ
إِلَى الْمَلِكِ شَيْطَانُ الْعَالَمِ وَالْمَلَكُوتِ شَيْطَانُ الْعَادَةِ وَالْخَيْرِ
شَيْطَانُ الْوَقَافِ ثُمَّ رَضِيَ بِوَلَدِهِ صَبْرًا فَهُوَ عِنْدَكَ مِنَ الْمَطْرُورِينَ

يَا غَوْثُ الْمَجَاهِدَةُ بَحْرٌ مِمَّنْ بَصُرَ الْمَشَاهِدَةَ وَحَيْثَانَهُ الْوَأَقْفُونَ
 قَسَمْتُ إِذَا دَلَّ الْخَوْلُ فِي بَحْرِ الْمَشَاهِدَةِ فَعَلَيْهِ بِأَحْيَا الْمَجَاهِدَةِ لَا تَلَّ
 الْمَجَاهِدَةُ بَدَلُ الْمَشَاهِدَةِ يَا غَوْثُ مَنْ أَضَاعَ الْمَجَاهِدَةَ كَمَا لَا جَدَّ
 لَهُمْ مَعْنَى قَالَ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِنَّ أَحَبَّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْعَبْدُ الَّذِي
 كَانَتْ لَهُ الْوَالِدَةُ وَالْوَلَدُ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا فَلَوْ مَاتَ الْوَلَدُ فَلَيْسَ لَهُ
 حُزْنٌ تَبُوتِ الْوَلَدِ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَيْسَ لَهُ هَمٌّ يَفُوتِ الْوَالِدَ فَإِذَا
 بَلَغَ الْعَبْدُ بَيْتَهُ الْمَكْرَمَةَ فَقَوَّ عَيْدِي بِلَا وَلَدٍ وَلَا وَالِدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ
 تَقْوَى أَحَدٍ وَقَالَ يَا غَوْثُ مَنْ كَفَّ فَنَاءَ الْوَالِدِ يَجْتَنِي وَفَنَاءَ الْوَالِدِ يَبُورُ
 لَهُ يَجِيئُ لَدَى الْوَالِدِ نَبِيَّةٌ وَالْفَرَقَةُ أَيْمَةٌ قَالَ يَا غَوْثُ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ
 إِلَيَّ فِي عَمَلٍ فَاحْضَرْ قَلْبَكَ حَرِيئًا لِي فَإِنَّمَا عَنْ سِوَايَ فَقُلْتُ يَا رَبِّ مَا
 عَلِمْتُ الْعِلْمُ قَالَ يَا غَوْثُ عَلِمْتُ الْعِلْمُ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ قَالَ يَا غَوْثُ
 طُوبَى لِعَبْدٍ مَالٌ قَلْبُهُ إِلَى الْمَجَاهِدَةِ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ مَالٌ قَلْبُهُ إِلَى الشُّهُورِ
 قَالَ ذَايْتُ الرَّبِّ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَعْرَاجِ قَالَ يَا غَوْثُ
 الْأَعْظَمُ الْمَعْرَاجُ هُوَ الْعُرُوجُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَايَ فَكَيْفَ الْمَعْرَاجُ مَا
 ذَا عَنِ الْبَصَرِ وَمَا طَعْنُ قَالَ يَا غَوْثُ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَا مَعْرَاجَ لَهُ عِنْدِي يَا
 غَوْثُ الْمَحْرُومُ عَنِ الصَّلَاةِ هُوَ الْمَحْرُومُ عَنِ الْمَعْرَاجِ عِنْدِي -

یہ رسالہ غوثیہ عالیہ کتاب ارشاد الطالبین مع تصنیف حضرت شاہ محمد رضا وادری بن شیخ فضل
 سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فقیر نے سجدت مرشد خود شیخ محمد الدین محمد منار

عرض کیا کہ غوثیہ عالیہ کتب خانہ میں ہے فرمایا بے عرض کیا کہ از ملفوظات حضرت
 غوث الاعظم قدس اندسره کے ہے فرمایا بے اور نقل کیا گیا ہے حضرت شیخ
 سید عبد الوہاب رضی اللہ عنہ ولد حضرت شیخ قدس اندسره سے کہ جو کوئی اس کلمہ و
 کلام کو جو مابین حق سبحانہ تعالیٰ و حضرت شیخ قدس اندسره کے ہوئی ہے۔ با تہجد پڑھو
 خلوت میں پڑھے۔ اور منے اسکے لفظاً لفظاً دل میں جاوے تو بالضرور جہنم تک فتح الباب
 و کشا و جہات سر انجام ہو۔ لیکن اول طعام فقراء و مساکین کے واسطے ہمارے کھے۔ اور
 کھائے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت غوث قدس اندسره کو فرمایا ہے کہ اپنے
 اصحاب کو کہہ کہ دعوت فقراء کی غنیمت جانو کہ میں ان کے پاس ہوں اور دوسے میرے
 پاس ہیں۔ کھانا کھا کر نیم شب یا اخیر شب میں پڑھنا شروع کرے جب قدر ممکن ہو اُٹھ کر
 پڑھے۔ فقط۔

انشا اللہ تعالیٰ کثرت و فتح ظاہر اور باطن کا ہوسے گا ۱۶

شجرہ نسب ابوہریرہ حضرت ولایت مآب

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
 امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 امام حسن مثنیٰ - سید عبد اللہ محض - سید موسیٰ جَوْن
 سید عبد اللہ - سید موسیٰ - سید داؤد - سید محمد -
 سید محمد زاهد - سید عبد اللہ - سید ابو صالح جنگی دوست
 سید ابو محمد محی الدین عبد القادر غوث اعظم قدس اللہ سرہ
 و سید ابو احمد عبد اللہ بلادر حضرت غوث اعظم جو جو انی
 صین رحلت فرما ہو گئے تھے۔

غرض اس مقام میں تحریر سلسلہ نسب پیران قصبہ بہرہ کا ہے۔ اور یہ بزرگواران اولاد
 حضرت سید عبد الرزاق قدس اللہ سرہ کی ہیں تو اب صرف شجرہ انکا لکھا جاتا ہے۔

حضرت سید عبد الرزاق خلیفہ سید صالح خلیفہ سید علی خلیفہ سید مشتاق خلیفہ سید مومن خلیفہ
 سید زبیر الدین خلیفہ سید صدر الدین خلیفہ سید فتح اللہ شاہ خلیفہ سید زین العابدین خلیفہ سید
 علاؤ الدین خلیفہ سید سراج محمود خلیفہ سید میراں بہاء الدین خلیفہ سید شاہ خلیل خلیفہ
 سلطان جعفر صادق خلیفہ سید مومن شاہ خلیفہ سید عبد اللہ شاہ خلیفہ سید محمد شاہ
 خلیفہ سید سبحان شاہ خلیفہ سید شہاب شاہ اور خلیفہ سید شہاب شاہ صاحب سکے پیر شاہ

صاحب مرحوم و پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم و خلیفہ الرشید پیر شاہ صاحب کسبچین پیر
 شاہ صاحب اور خلیفہ پیر حیدر شاہ صاحب کسبچین پیر شاہ صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ - یہ ہر دو
 صاحبزادگان عالی تبار چشم و چراغ اس خاندان عالیشان کے ہیں۔ ان کی تعریف و توصیف
 اگر لکھی جاوے تو ایک کتاب بنتی ہے۔ اگر غایت اندی شال حال رہو تو علیہ لکھی جاوے گی
 مگر خیر کے تفصیل بعض حالات معلومہ الوقت کا لکھنا مناسب ہو۔ حضرت سید عبد الرزاق
 السید الکامل الامام صاحب الحال الصادق والقائم المرسل فی الحکام متوطن بلدہ حائہ میں ہو کر
 جبکہ عوام حائہ کہتے ہیں۔ وہیں مدفون ہوئے۔ حامد شریف سے سید بہا الدین مرحوم
 میراں بہاول شیر جنگی عمر ۲۵ سال ہوئی ہے۔ وہ بابوں کے پیراں ہیں اگر مرقم ہوئے اور
 وہاں تشریف چلے کرتے رہے۔ پھر شاہ جلال الدین اکبر نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ اولیٰ سے
 نکاح کر دیا بعدہ مخبرہ حضرت شاہ مقیم شریف لائے۔ اور مخبرہ سے سید میراں سبحان شاہ
 صاحب قصبہ بہرہ میں تشریف لائے اور انکے دو بیٹے صاحبان سیدچن پیر صاحب خلیفہ پیر شاہ
 صاحب مرحوم اور پیر سید امیر شاہ صاحب خلیفہ پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم ہیں۔ ہر دو
 صاحبان سجادہ نشین اپنے اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔

(شجرہ شریفی حضرت غوثیہ عالیہ زجبت اللہ ماجد رضی اللہ عنہا)

اسم مبارک والدہ ماجدہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کا ام الحیرۃ المنہ الجبار فاطمہ ہے بنت
 سید عبد اللہ صوسی زبیر الدین امام ابی جلال الدین سید محمد بن امام سید محمود بن امام سید
 ابی الطوار عبد اللہ بن امام سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابی علاؤ الدین محمد جو اور
 بن امام عمام علی الرضی رضی بن امام عمام موسیٰ کاظم رضی بن امام ہمام جعفر صادق رضی بن
 امام ہمام باقر رضی اللہ بن امام ہمام زین العابدین رضی بن سید الشہداء سید شہاب

اہل الجنتہ امام حسینؑ بن امیر المؤمنین و امام الاثنی عشر امام المشرق و المغرب علی بن
ایطالب کرم اللہ وجہہ۔ اور سلسلہ شریفہ عالیہ کا حضرت صدیق اکبرؑ کے ساتھ بھی
جاتا ہے۔ کیونکہ والدہ ماجدہ والدہ شریفہ حضرت غوثیہ عالیہ کی ام سلمہ نام۔ کریم امام محمد بن
امام طلحہ بن امام عبدالقادر بن عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ اور نیز حضرت
امیر المؤمنین عثمان ذی النورین کے ساتھ بھی متصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سید عبداللہ بن
جد تمام حضرت کے قلب بلقب محض سید اسطیہ ہوتے کہ دونوں نسبیں اون کی خالی از
شایہ موالی تھیں کہ والد ان کے حضرت سید حسن مثنی تھے اور والدہ فاطمہ بنت امام حسین اور
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد وفات سید امام حسن مثنی کے عبداللہ بن مظہر بن عمر بن
بن عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا۔ اور اتصال نسب حضرت امیر المؤمنین عمرؑ کے ساتھ
بھی ہے۔ اس طرح کہ عبداللہ بن مظہر کی والدہ ماجدہ کا نام حفصہ ہے۔ بنت عبداللہ بن
حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اس لحاظ سے نسب عالی ہر چار خلفائے راشدین کے ساتھ متصل ہوتی
(سلسلہ طریقت خباب غوثیہ عالیہ کا)

حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یقین فرما کر اور خرقہ مبارکہ
حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومی رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا اور بعد ازاں اقامت بمقام
قطیف کے حضرت ابوسعید مبارک رضی اللہ عنہ نے حضرت غوثیہ عالیہ سے اخذ خرقہ کیا۔ اور
دونوں حضرات نے حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی بکری رضی اللہ عنہ سے اخذ
کیا۔ انہوں نے اپنے شیخ ابوالفتح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے شیخ
عارف باللہ حضرت شیخ ابی بکر خلعت بن محمد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عارف باللہ
ابن شیخ ابی القاسم جنید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین

سقطی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عارف
باللہ حضرت شیخ داؤد طائی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی انصر حسن لہری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام
المسلمین امیر المؤمنین امام المشرق و المغرب علی بن ایطالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
رحمت القلین سید المسلمین سید الموجدات حضرت محمد المصطفیٰ و احمد المجتبیٰ صلوات اللہ علیہما
علیہ و علی آلہ الطیبین و اعیانہ الطاہرین سے ہیں

ترجمہ خواب قدوة المحققین شیخ محی الدین بن عزیزی قدس سرہ
شیخ محی الدین بن عزیزی قدس سرہ نے حضرت صلح کی خواب میں زیارت کی حضور
میں سوال کیا کہ اگر کوئی شخص بی عورت کو ایک لفظ میں تین طلاق دیوے تو کسے ہوتی ہیں
حضرت صلح نے فرمایا کہ تین واقع ہوتی ہیں جیسا کہ حق عزوجل نے فرمایا فلا تحفل کہ تختی
تفکح ذوجاً غیرک پس شیخ عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ بعض لوگ اہل علم اکو ایک طلاق
بناتے ہیں حضرت صلح نے فرمایا کہ یہ لوگ وہ حکم کرتے ہیں جو انکو پہنچا ہے اور اچھا کیا
میں اس سے یہ سمجھا کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ حکم مجتہد کو تقریر فرماتے ہیں اور میں
عرض کرتا تھا کہ حضرت میری عرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور کا حکم کیا ہو کہ جب کوئی مجتہد سے
فتویٰ طلب کرے تو کیا جواب دوں اور اگر کوئی حضور سے طلب کرتا تو حضور کیا فرماتے
حضرت صلح نے فرمایا کہ تین طلاق ہیں فلا تحفل کہ تختی تفکح ذوجاً غیرک پس میں کہا
و یجتنبون کہ اخیر مجلس میں ایک شخص ایسا وہ ہو کہ بلند آواز سے بے ادبی کے ساتھ حضرت
صلح کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ یا ہذا اے صاحب ہم اس لفظ کے ساتھ تین طلاق کا حکم
آپ سے نہیں جانتے اور نہ تصویب اول کی جنہوں نے اس لفظ کو ایک طلاق بنایا حضرت

حضرت صلعم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا مار سے غضب کے اوس شخص پر۔ اور حضرت صلعم باور
 ملتے فرماتے ہیں تین طلاق ہیں تین طلاق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا حَوْلَ لَكَ
 خَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرًا۔ کیا تم فریج کو طلال بناتے ہو۔ پس حضرت صلعم ہی فرماتے
 رہے تھے کہ اطوائ والوں نے سنا اور وہ شخص لپکتا جاتا تھا جتنے کہ مصلح ہو گیا۔ زمین
 پر اور کائنات میں دریافت کرنا تھا کہ یہ کون ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 غصہ دلایا کسی نے مجھ سے کہا کہ ابلیس لعین تھا۔ پھر شیخ رحمہ اللہ بیدار ہوئے۔ اور اسی شب
 کو پھر خواب میں حضرت صلعم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا کہ قراء کا لفظ مجھے حیف
 و طہر کے ہے کوئی عالم اسکو مجھے طہر کہتے ہیں اور کوئی مجھے حیف۔ اور آپ اعرف بالمعنی ہیں۔
 اللہ تعالیٰ نے کیا مراد رکھی ہے حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جب قرا گزر جاوے تو عورت
 کو غسل کراوے۔ اور کھاؤ اُس سے جو کچھ دیا ہے تو خدا تعالیٰ نے اس شیخ کہتے تھے اب حیف ہے
 پس حضرت صلعم وہی کلمہ فرماتے تھے۔ فَإِذَا خَشِيَ قَوْلَهَا فَأَخْرَجُوا عَلَيْهَا الْمَاءَ
 كَلُوا أَمَّا رَدُّ فَكَلِمَةُ اللَّهِ۔ یعنی جب حیف گزرے تو تم اسکو نہلاؤ اور کھاؤ اپنے رزق خدا
 کے ویسے۔ چند بار یہی تکرار فرماتے ہے اور شیخ بھی یہی عرض کرتے رہے کہ پس حیف ہے
 حیف ہے۔ اس جہم فتوحات مکیہ جو لوگ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق دینے سے ایک
 طلاق بتاتے ہیں او کو گواہ کر دیا گیا کہ جو تین طلاق نہ مانے تو وہ شیطان ہے۔
 اور ثلثہ قزو سے طہر اور لینا شافعیوں کا بھی صحیح نہیں۔

(تذکرہ سماع) بہت الاسرار حضرت احکامیت ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس
 سترہ و شیخ بقا و شیخ ابوسعید شیخ علی رضی اللہ عنہ ایک جولی میں دروازہ انج کے
 جمع ہوئے حضرت شیخ قدس سترہ و شیخ علی بن ابیہ سے فرمایا کہ کچھ کلام کرو۔ اوہوں نے

عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کر سکوں پھر شیخ بقا کو فرمایا کہ بولو عرض کیا کہ میں
 حضور کے سامنے کیسا بولوں پھر ابوسعید کو فرمایا کہ بولو وہ تھوڑا سا بول کر خاموش ہو گئے اور عرض
 کیا کہ آپکا حکم بجا لانے کی خاطر بنا بولا ہوں پس آپکے جلال سے خاموش ہو گیا ہوں۔ پس
 حضرت شیخ قدس سرہ نے خالق میں ایسا کلام فرمایا کہ حاضرین نے بڑا جانا۔ رہے اجازت
 طلب کی کہ حکم ہووے تو قوال بلایا جاوے حضرت نے اجازت فرمائی۔ قوال بولا۔

وَقَالَ اللَّهُ مِّنْ بَعْدِ فَإِنَّكَ لَهْوَانِي	بَرُّتَ لَوْ مَوْهِنَ لَعَانُ
يَكْدُ وَكَأَنِّي شَيْءٌ تَرَدَّدُ وَوَدَّ	صَبَّ الدَّادِي مَمْنَعُ أَدَكَ
فَبَدَّ الْبَيْتُ كَيْفَ لَا حَ فَلَمْ يَطِقْ	نَظَرَ إِلَيْهِ وَدَدَ أَنْ شَجَا
فَأَن تَارَ مَا شَقَمْتُ عَلَيْهِ صَلَوَةُ	وَلَمَّا مَا سَمَحْتُ بِهِ أَحَقَّ

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہوا میں اڑ گئے اور وہاں چکر باندھ دیا۔ تھے کہ اوس
 جولی کے بام سے بلند چلے گئے۔ جب وہ شیخ مدرس میں آئے تو حضرت شیخ وہاں مدرس میں تھے
 اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سماع غزل قضا کا از زبان قوال حضرت نے رستہ فرمایا
 ہے مگر مزایر و ملا ہے کے ساتھ کبھی نہیں سنا۔ شریعت میں بڑا اختلاف ہزاروں ملا ہے
 ج ۵ ص ۲۲ کتاب شامی حاشیہ در مختار سے متناہت ثابت ہوتا ہے کہ جب ذنب کا بادشاہ
 کے دروازوں پر بچانا تھا تھے کرام نے اس غرض سے جائز رکھا کہ لفظ صبر کو یا وقت موت
 کو یا دلاتی ہے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ ملامی بعینہا حرام نہیں۔ اگر حرمات ان میں ہے تو
 خاص فاسد سماع کے سبب ہے اور اولیاء اللہ کے اغراض ان کو ہی معلوم ہیں دوسرا
 مقتضی اسرار بواطن کا نہیں حسن ظن سلیقہ ایجابی ہے۔ آدمی بخشنے کر کے اسکو دینے

سے محروم نہ رہے۔ واللہ رسول اعظم متعلق بقہ ایدہ حضرت شیخ قدوہ المحققین شیخ اکبر
رضی اللہ عنہ صاحب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خطبہ کتاب ہذا کا کلمہ رٹا تھا کہ عالم
حقائق مثال و حضرت جلال میں مکاشفہ قلبی حضرت نبوی کا ہوا۔ اوس عالم میں حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہ جلیلہ رسول صلعم آچے سامنے صفا بابت
ہوئے ہیں اور امت خیر امت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ملتفت ہیں اور ملائکہ تہجد گرا کر
اوس مبارک عالم کے محیط ہیں۔ اور ملائکہ جو اعمال عباد سے پیدا ہوتے ہیں۔ پیش قدمی کے صفت
باندھے ہوئے ہیں۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانب بہن النفس ہیں۔ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جانب
ایسر اقدس ہیں اور ختم ولایت علیہ السلام سامنے دو نورانی بیٹے ہیں۔ اور حضرت علی کریم اللہ وجہ
ختم ولایت کی طرف سے ترجمہ اپنی زبان سے فرما رہے ہیں۔ اور ذوالقرنین پہا در حیا کی
اڑھی ہوئی نیچے نگاہ کئے ہوئے ہیں۔ پس سید عالم و مورد عذاب علی و نور الشفاء اعلیٰ
یعنی حضرت صلعم نے التفات فرمایا اور مجھ کو ختم ولایت کے پہچنے دیکھا۔ کیونکہ ختم ولایت کے
ساتھ ملا اشتراک حکم میں تھا۔ پس سرور عالم نے ختم ولایت کو فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور ابن
و خلیل ہے اسکے لئے منبر چھاؤ گا میرے سامنے نصب کرو۔ پھر مجھ کو اشارہ فرمایا کہ یہ تمہارا
منبر پر چڑھ کر میرے بھیجنے والے کی اور میری تعریف کر کہ تمہیں میرا ایک بال ہے اوس کو
میرے بغیر خبر نہیں وہ بال کیا ہے وہ سلطانیت ہے تیری ذاتیت و طہیت میں سو لو
سارا کا سارا میری طرف رجوع کرے گا۔ اور رجوع کو لقاء لازم ہے۔ پس ختم ولایت نے منبر
اوس شہدائے حق میں نصب کیا۔ اور منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا کہ ھٰذَا ھُوَ الْمَقَامُ
الْمُنْبَغِي الْأَمْرُ جو اس پر چڑھے گا وہ وارث حضرت کا ہو وگا۔ اور اوس کو حق تعالیٰ
عالم دنیا میں حافظ حرمت شریعت کا بھیجے گا۔ اور جس منبر پر میں استاد ہوا وہ میرا ایک

سر آستین قمیص سپید کا کچھایا گیا تھا۔ اس لحاظ سے کہ اوس مقام خاص سے جو حضرت
صلعم کا ہے میری مس نہو۔ یہی فرق ہے درمیان بنی اور وارث کے کہ بنی کریم صلعم نے
جو مقام حضرت رب العزت کا دیکھا ہے بلا حجاب دیکھا ہے اور وارث دیکھا ہے تو
درمیان میں پردہ ثوب حضرت بنی کریم صلعم کا ہوتا ہے۔ مگر انا حجاب نہو تو وارث پر
کشف ہو جو حضرت صلعم پر ہوا۔ اور معرفت ہماری ان کی معرفت ہو جاوے۔ یہ ناممکن ہے
مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے اقتدار کرے کہ اوس کی خبر سے واقف ہووے تو اوس
زستہ میں جو پہلے نے دیکھا ہے کچھ نہیں دیکھتا۔ کچھ اول کے اوصاف سلوئے و نفی
نہیں جیسا کہ اول روزہ راہ رست پر گیا ہے تو زمین صفا تھی نہ کچھلے نے۔ و سکے قدم
کا نشان دیکھا ہے۔ وہ صفائی جو اول نے دیکھی تھی اخیر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اول آ
ہے اور وہ سر مقتدی۔ یہی بات تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام
پر انکار کرتے تھے۔ منبر پر چڑھ کر بتاؤ کہ روح القدس ارجال میں نے کہا۔

يَا مُنْزِلَ الْآيَاتِ وَ الْأَنْبِيَاءِ	أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَعَالِمَ الْأَمْثَالِ
حَتَّى الْكُتُبِ فَجَدِّدْ أَتِكَ جَامِعًا	لِحُكْمِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

پھر حضرت صلعم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آپ منزل قرآن مہر کھیر سے حمد کرتے
کئے جسے آپ کی شناس سورہ نون نازل فرمائی۔ جس میں وَ اتَكَ اَعْلَى خَلْقٍ عَظِيمٍ
آپ کو فرمایا اور ارادہ کی قلم کو علم کی روشنائی میں ڈبو کر یہ قدرت کے ساتھ لوح محفوظ
ذی جہ میں ماکات و مَا هُوَ كَامِنٌ و مَا سَيُكُونُ و مَا لَا يَكُونُ سبب۔
لکھا ہے کہ یا محمد میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے واسطے ایک عالم پیدا کروں کہ تیرا ایک

ہو۔ اور جو ہر پانی کا پیداکروں۔ پس جو ہر ماء کا حجاب عزت سے باہر پیدا کیا۔
 اور اللہ تعالیٰ حجاب عزت سے پرے تھا۔ یہاں جیسا پہلے تھا فرمایا **وَإِنَّا عَلَى مَا كُنْتُمْ عَلَيْهِ**
وَكَاكِبٌ عَمَلِي فِي عَمَّاكِ یعنی میں اوسیط پر ہوں جو تم اور کوئی شے میرے ساتھ نہ تھی
 علم میں۔ علماء اور علماء الہیہ کو کہتے ہیں۔ اور پانی مونی سپید کی طرح جابہوا تھا۔ اوس میں
 اندر و اجسام و اعراض کی رکھی تھی۔ پھر عرش پیدا کیا اور اسم رحمن کا اوسپر مستوی ہوا
 پھر کسی پیدائی اور اہ سپر و قدم (یعنی امر و نبی کے احکام) لگاے یعنی لوح محفوظ میں
 لکھا۔ اور بنظر جلال اوس مونی کی طرقت لگا۔ فرمائی تو وہ جیساے گل گیا تا آخر مقال۔
 قاریہ معلوم ہوا کہ جناب غوثیہ عالیہ نے جو قصیدہ میں فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے سید نے
 پرچہ بخشا جس پر چٹا یا تھا۔ وہ سید وارتوں کی خاطر مضروب ہوتا ہے مگر ہر وارث کو اپنے
 اپنے منصب کے مطابق علم و کمال عطا ہوتا ہے اور منبر پر اپنا امام و مرشد بٹھاتا ہے۔ اور
 حضرت غوث پاک حضرت صلح نے منبر پر بٹھایا۔ اُس سے صاف واضح ہو گیا کہ فیض ان کا
 حضرت صلح سے بنا وادہ ہے۔ صحت ابھرت۔ شیخ ابوالحسن قرنی رح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
 شیخ قدس سرہ سے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک دفتر اتنا بڑا ملا ہے جس کی چوڑائی بلصر
 تک ہے۔ اوس میں میرے اصحاب مریدوں کے قیامت تک کے نام ہیں اور مجھ سے
 کہا گیا ہے کہ یہ لوگ اکپو دے گئے ہیں۔ اور میں نے مالک خازن و وز سے پوچھا۔
 کیا تیرے پاس کوئی میرا ہے۔ بولا تم سے رب العزت کی میرے پاس کوئی نہیں۔
 اور فرمایا کہ ناقد میرا اپنے مرید پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین پر۔ اگر میرا میرے جید ہوگا تو میں
 جید ہوں۔ قسم ہے عزت و جلال رب کی۔ خدا تعالیٰ کے سامنے رہونگا۔ اور دانے
 قدم نہ اٹھاؤں گا تھے کہ مجھ کو ساتھ تمہارے (اسے مرید و بہشت کی طرف لے چلے۔

اور نیز عمران و بزاز نے کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے جو شخص میری طرف
 مشوب ہوا۔ اگرچہ میرے ہاتھ پر ہیبت نہ کی ہو تو اللہ تعالیٰ اوس کو قبول فرما دیگا۔ اور
 اوسپر رحم کرے گا۔ اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب
 و میرے طریق دالے اور میرے محب کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور نیز فرمایا کہ حقیقت
 ہمارے مقینہ کی ہزار ہے۔ اور چوڑہ کی حقیقت کوئی نہیں کر سکتا۔ یعنی بے بہا ہے۔

از کتاب نجات المریدین تالیف علی محمد بن شیخ عبدالحق

غوث اعظم و اہل رادقین	بہتین بہار اکابر دین	شیخ دارین اادی القنین
زبدۃ آل سید اکوین	بادشاہ ممالک قمریت	راہ نور دی سالک غیت
اوسے درجہ اولیا مختار	چون چہرہ و رانیا مختار	اولیا سبداش ازل بان
قدم او بگردن ایشان	وصف نورین از رخ کویت	خود کرامات او معرفت است
من کہ پروردہ نوال حیم	عاجز از رحمت کمال حیم	ہمہ در بحر غرق احسانم
لے فدائے درخشش جانم	وردو عالم بدست شمیم	ہست باو اسید جاویدم

ایضاً

عشق جلالی نشانی دگر است	عاشقان شرامکان دگر است	ہرے بود سراسر عشق او
ایں مجاہد آشیانے دگر بہت	غوث اعظم انکا از تحنیں او	ہر نفس را تازہ جانے دگر بہت

ایضاً

چہ یار عقل را تاج شاد او سیا گوید	چنین پایاں پائے ہم از اوج سما گوید
-----------------------------------	------------------------------------

دُعا آیا اور انوار الہی نازل ہوئے۔ عید اضحیٰ مقرر ہوئی۔ ایسا ہی قبولیت کا وقت جب سال و ماہ میں آتا ہے تو وہی انوار و برکات قدیمی نزول فرماتے ہیں۔ حضرات اولیاء اللہ نے اپنے اپنے اربعینات کے ختم پر کھانا کھانا بطور شکرانہ اپنے اوپر مستحب جانا۔ اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ نے سالہا سال اربعین نیچے چلے فرمائے۔ توکل سال کے مشہور کی یازدہم کو حاوی ہو گئے۔ اب جس مسلم کو وہ انوار الہی حاصل کرنے ہوں اور تبرک لینا چاہے تو وہ اس یوم یا شب میں بعد از اطعام طعام جو فرمودہ جناب غوث کا ہے بضرورت قراءت و سلام و قرآن شریف و ایصال ثواب بجناب حضرت سرور کائنات و صحابہ اخیار و آل اطہار و اولیائے گیارہویہ ہوئے۔ یہ امر تو صاف واضح ہے کہ مرد کامل کی قبولیت کا وقت ہمیشہ کے واسطے جاری رہتا ہے۔ تقرری عیدین و عشرہ ذی الحجہ و عشرہ محرم و ربیع الاول و ربیع الثانی و عشرہ اخیر رمضان شریف شہدائے عدل ہیں۔ اور جس کی اصل مباح ہو اور سکا ایفاء واجب ہے پس اگر کوئی مقرر کر لے کہ یازدہم اس قدر دیا کرے گا۔ ایفاء وعدہ اس کے ذمہ واجب ہے۔ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کُنْدَا یا شیخ عبد القادر جیلانی تَشِيْتُكَ اللَّهُ حسب فرمودہ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات و قضاء حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راہنہ سے دریافت کیا جاوے۔ اور جن علماء نے شیخ راہنہ کے لفظ میں بحث کی ہے۔ وہ یا شیخ کے لفظ مذاہب راہنہ میں ہیں۔ اور ان کو دھوکا یہ ہوا کہ لام برائے حاجت ہے۔ خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس حکم میں سبب جو جہان عالم میں راہنہ ہے۔ جیسا کہ ہے پس خدا واسطے

مہیج حقیقت غوث اعظم شاہ محی الدین
خرو خواہد کہ بر سنجہ کمال او قلعے اللہ
اگر از بحر فضل او سخن راندہ بران ماند
نہلے خواہم کہ بر حال خراب بایر و آید
سحر شد ششم دارم کار و شش خاکست باو
اگر قلم میر خود بردر سے دارم کہ بر خاکش
بچشر مشرقی اگر با سگان کوے اور قمر

کہ در جمع ملک روح الامین او شہنا گوید
اگر سنجہ غایت سنجہ اگر گوید خطا گوید
کہ مور لنگ بر سائل رس جرف شنا گوید
بائن سلطان دین پرور حدیث اس کہ گوید
بچشم تیرہ ناک من پیام توتیا گوید
بہر جمع آفتاب آید سلام کیا گوید
باین آلودہ دامنہ ہشتم مر جا گوید

تقریر یازدہم کا باعث

گیارہویں رات ہر ماہ کے برکات باعث اختتام چلہ ہائے مشائخ کرام کی ہے کہ ہزار
انکی دسویں تاریخ پر اختتام چلہ کا ہوتا ہے۔ اور انکے لیس روز پرے کئے جاویں تو یوم
یازدہم ہوتا ہے۔ اول تقریر شب یازدہم کا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ جب توبہ
اون کی دسویں محرم کو قبول ہوئی تو خوشی کی اور انوار آسمانی نازل ہوئے۔ اون
انوار کا طالب اسی وقت کا اور یوم و شب کا انتظار کرے گا۔ اور حضرت نوح علیہ
کی کشتی بھی اسی روز کوہ جزوی پر جا آئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی خوشی کی
اور حلیم پکایا۔ کیونکہ سوائے مختلف نعل کے کچھ اذوقہ باقی نہ تھا۔ سارے فرزندوں
سے سب طرح کا نعل لے کر کچھڑا پکایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بیوم عشرہ
محرم دریائے پارا تو مارا۔ اور دشمن کو غرق کیا۔ اون کو بھی اس سے بڑی خوشی ہوئی
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت اسمعیل علیہ السلام سے کہ خدا نے ہشتی

کچھ دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال اور مستحسن کے اعتقاد کیا جاوے تو کوئی عامی و خاصی یہ زبان پر نہ لاوے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے۔ مانعین خود ہر موقعہ و محل میں یہی کلمہ پڑھتے ہیں علامہ شامی نے اس کی تردید کا حقہ کر دی ہے کہ یہ غلطی ہے ناہنوں کی۔ کیونکہ معنی اس کلمہ کے یہ ہیں کہ کوئی چیز میرے اکرام افتادہ اور مسلمان کی کلام کا محل احسن خیال کیا جاوے نہ ایسا کہ جس سے معنی کفر کے پیدا ہوں۔ غلامانہ یہ کہ جب یہ کلمہ شایع اکرام اپنے تلامذہ و مریدوں کو برائے کشف کربات بطریق معہود فرماتے ہیں۔ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو پھر مقام قیل و قال کا نہیں رہا۔ اگر کوئی خدشہ کرے تو معلوم ہو کہ وہ ان سب مشائخ خصوصاً حضرت شیخ قدس سرہ کا مواخذ و مخالفت کرے۔ اور کلام و ابی تصور کیا جائے

عذر قابل التوجہ

یہ کوئی خیال نفراوے کہ مرجع حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء اللہ کی ہو سکے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ یہ نیاز مند کل اولیاء اللہ کا ہے مطلب یہ تھا کہ جو کچھ ہیبت الاسرار یا فتح الہیں سید ظہیر الدین میں ہے۔ وہ اُردو میں بیان کر دوں۔ اور حسبِ ذلک التوسل فضیلکم بجمعہ علیہم اجمعین ایک کی تقصیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حد یا بغض دل میں رکھے۔ سب اولیاء مقتداء امام ہیں۔ سب کا حلقہ بگوش ہے۔

مدح حضرت غوث اعظم قدس سرہ الفاس مونی غلامی

کہوں کیا میں تعریف اوس شہ زبان کی
قدم بر قدم ہیں ولایت نبیؐ کے
جو غوث انورؒ کی ہو گئے وہ ازل سے
خدا کے ہیں۔ محبوب ایسے پیارے
وہ شہباز میگوئے شہ لامکان کے
مطیع او مکے اقطاب اغواث کل میں
امام حسنؑ نے خلافت کو چھوڑا
وہ ہیں واسطہ اور حسن فائز ہیں
کرامات انبیؑ تو اتر سے ثابت
جہان میں ابھی تک نصرت ہوا و نکاح
وہ ہیں غوث اعظم وہ ہیں قطب عالم
وہ ہیں ساقی حوض کوثر کے دلہند
تفاخ و تکرار بس غلاموں کو اوکے
سگ شاہ جیلان ہے دور و نیرایا
ابو بکر صدیقؓ کا واروق مظہر
نسب جس میں سب کے جگر بند
خضائل میں سب کے ہیں محبوب الیہ

ولایت بڑا دینی زمین اور زمان کی
ولایت ملی او کو اس جاہ منان کی
پناہ ہیں وہ سبکی و جان اس جہان کی
رسائی نہیں فہم و وہم گمان کی
نہ حاجت ہے تشریف و تیر و مکان کی
نیادت ہے کلی ملین اور مکان کی
عوض میں عطا ہے ولایت جہان کی
ہوئی خاتمہ مہدی آخر زمان کی
نہ حاجت رقم کی نہ حاجت بیان کی
شہادت ہو جب کی تہیت شان کی
قیامت میں ہوگی امانت و مان کی
بجھاؤنگی آتش بہشت خان کی
نظارہ کھلاں میں نہایت مان کی
کہ دینی ہے ہم سب شہیدان کی
حیات و ارمان نہایت ہو جان کی
نہیں راہ اس چنیں اور چنان کی
ہدایت ہوئی جس میں سپرد جان کی

روافض خواجہ سود و نصارے
مریدوں کا طعنا حق نے دیا ہے
یہ وعدہ کیا حق نے حضرت سے بچتہ
ہر سب کچھ بڑی سہمت میں جا کر کے دیکھو

سوئی سب پہ تاثیر ان کی زبان کی
قیامت تک شرح سبکی عیان کی
کہ ماوا اثر و ملجاء او نہوں کی جنان کی
نہ حاجت ہو تکرار و بحث و بیان کی

سلسلہ قادریہ بواسطہ اہل بیت نبویؐ

بسم الله الرحمن الرحيم

ابی بکر حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم ابی بکر
 ایسیہ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی بکر حضرت امام حسن و حسین شہید دشت کربلا
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی بکر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی بکر حضرت امام محمد باقر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی بکر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی بکر حضرت امام موسیٰ کاظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی بکر حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ ابی بکر حضرت خواجہ معروف کرخی
 قدس اللہ سرہ الغریز ابی بکر حضرت خواجہ سہری سقنی قدس اللہ سرہ الغریز ابی بکر
 خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ الغریز ابی بکر حضرت ابو بکر عبد اللہ شبلی
 قدس اللہ سرہ الغریز ابی بکر حضرت شیخ ابو العباس احمد قدس اللہ سرہ الغریز
 ابی بکر حضرت شیخ احمد عبد الغریز بسنی قدس اللہ سرہ الغریز ابی بکر حضرت

شیخ یوسف بن طرطوسی قدس اللہ سرہ العزیزہ الہی بکرم حضرت شیخ ابو الحسن
علی القرشی قدس اللہ سرہ العزیزہ الہی بکرم حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث
الاسلام ابوسعید مبارک غفرلہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیزہ الہی بکرم حضرت
شیخ قطب الاقطاب غوث المتکلمین میر سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ
سرہ العزیزہ الہی بکرم حضرت شیخ عبدالرزاق قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیزہ الہی بکرم

— 34 —

اسماء

مولوی عبدالغیر ملتان پڑوسی نے کتاب کو ڈالینی میں لکھا ہر کتاب غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت پیر و تکریم قدس سرہ کی نہیں ہے۔ مؤلف اس کا شیخ عبدالقادر دوسرا ہے۔ اہ اور الیہامی ولیان عربی جو مشہور ہے شیخ حضرت شاہ ولایت ہے وہ بھی دیکھا ہے۔ شیخ محی الدین عربی قدس سرہ جلد ہم فتوحات میں لکھتے ہیں کہ علی بن ایطالب قزوانی کے یہ اشعار ہیں۔ جو نام حضرت شاہ ولایت نامزد ہو رہے ہیں۔ اور الیہامی فقہ اکبر امام عظیم کی اور ہے۔ اور مشہور فقہ اکبر دوسرے کی تصنیف ہے۔ جو مشہور ہے غلط ہے۔

نوٹ۔ علاوہ اس کہ کچھ چند کہ میں حلقہ خبار مولانا مولوی عبدالقادر صاحب معروف بہ مولوی غلام قادر صاحب مرحوم مفتی قزوینی شمشاد علی سیکرٹریس جو دیہیں۔ نماز حضور نورانی علیہ السلام نماز حضور خدوسی۔ جو برائیانی سرفرازی بہ رسالہ علم غیب۔ مذکورہ جہانگیر خزانہ۔ برالہب کہ نہ تفریق

بر سر راه صبح البیاض است و بر سر راه شب البیاض است و در زمانه که در میان شب و صبح

10

صحت بہت۔ آپ کا قول مبارک کل قول علی قدم نبی وانا علی قدم جدی سلم وناقص المصطفیٰ صلوات اللہ علیہ
 انا قدسہ فی المؤمنین انہی رحمۃ اللہ علیہم قدسہم اقدام اللہ علیہم فائدہ لا یقبل ان سواک یخبر عنی یعنی ہر ایک
 ولی بر قدم ایک نبی کے ہوتا ہے اور میں بر قدم اپنی جد پاک احمد کے ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فی قدم میں اور عیسا
 مگر بیٹے انا قدم و انا جاہلہ مگر قدم نہ اقام نبوت کہ اس کے پائیکار مسیح نبی کے سوا دوسرے کو نہیں ملتا۔ اھ صدقہ
 میں آیت ہو گیا ہے کہ مگر بر قدم و بر قدم کے یہ ہیں کہ تابعی جانت علوم و حقائق و معارف متبوع کا ہوتا ہے اگر ابتداء کثیرین
 و توالیہ مگر جامع علم متبوع کے ہو چکے۔ اور اگر واحد ہو تو وہی فرد کامل جامع حقائق و معارف اپنی تبتیع کا ہو چکا
 پس حضرت غوث پاک نفس قدر سرہ اپنا حال بیان فرمایا کہ اور اشد نبی کہ ہم کی پہچان ہو اور میں جامع اہل علوم کو ہوتا
 شیخ عبد الکریم جلی قدر سرہ و قد وہا المحققین شیخ علی الدین عربی قدر سرہ فرماتے ہیں کہ غوث حضرت کے بہت ہیں
 جس کی حد پر وقت نہیں سوا و زمان بخوی کو با تبارع حضرت کے کہ بہت علم عطا ہو کر میں اکثر علوم کو مشہد ہوتا ہے
 کہ تابعی کا علم متبوع سے زیادہ نہیں ہوتا تو اولیاء و مستحق علم آپ کا کام کو نہیں چل سکتے حضرت شیخ ابن عربی قدر سرہ
 سرگنے بیان فرمایا کہ وزیر بادشاہ کا دربار میں تہت اور خادم خاص و مکار بھی اس کے ساتھ ہی بطور رعیت کے پاس
 وزیر کے استاد ہوتا ہے اور دوسرے درباری اس کے اپنے مقامات متعین ہیں تاہم میں یہ وارث قریب بادشاہ کو ہے
 جریہ ہوتا ہے و دور والے نہیں سنتے تو لوگوں کا حکم بادشاہی دیکھا تو بطور فرمان تحریری کے دیکھا۔ اور اس وارث کو جو ہر بار
 حاصل ہو گئے اور فیاض راز کی ضرورت نہیں ہی جب حضرت کے حلو کی نہایت نہیں تو وارث بھی علامہ القاسمی نے قول
 حضرت کا یہی ہندوئی کی تبتیع کل فی اللہ یعنی یہ میرا قدم ہر ایک کی اللہ کی گردن پر ہے واللہ اعلم اسرار و راز و راز حلیہ
 میں کیا کیا دستور میں کاہم غوث کو غوث ہی جانتے ہیں میں ہے بنی لاری نہ اسے۔ ولی را ولی جیشان کا بادشاہ
 ہوتا ہے اوی شان جلا بادشاہ اولی کاہم جھٹا ہے۔ اگر درخانہ کسی ست۔ یہ حرف میں ہے کہ جب حضرت شیخ قدر سرہ
 سرہ قدم بر قدم حضرت کے ہیں تو یہ قدم مبارک فوق الزمان ہی مشہور ہو دیکھا نہایت۔ اس بات

<p>سلسلہ حجتی شریف</p>	<p>سلوک و عشق جذبات۔ اگلی چہ دانہ کس کہ فو قش چہ شیدہ مگر نواں را بجز غوثان نہ اند اگر از غوث کس نگاہ بودے شنیدہ جس کلام سے کاس شنیدہ شنیدہ کس چہ گوید از پینہاں عوام الناس کی کہ حرف کافی است</p>	<p>کہ ذوق عارفان باہ کما ہی شنیدہ کے بود مانند دیدہ ولیاں را ولیاں ہم شناسند بسرش راہ در درگاہ بودے دیدہ سے ال لقا کو کان بدیدہ مرآن را نہ کہ گوید شاہ پناہ شمارا غوث اعظم عون و وصیت</p>	<p>تالیف مولوی غلام قادر صاحب</p>
------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------